بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن

جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ اگست 2003ء

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

گھر انسان کی بنیادی ضرورت ہے خود اور اپنی اولاد کے آرام وسکون کے لئے ہر ایک گھر بنانے کی کوشش میں رہتا ہے زندگی بھر ایک گھر کی تعمیر انسان کی واحد آرزو اور تمنا ہوتی ہے لیکن کیا ہم نے کبھی یہ سوچا کہ دنیا کی عارضی زندگی کی نسبت سے ہمیں قیامت کی ابدی زندگی میں بہتر سے گھر بنانے کی ضرورت ہے یہاں تو پھر بھی ذاتی مکان نہ ہونے کی صورت میں کرایہ کے مکان میں زندگی کی صبح وشام تمام ہوسکتی ہے لیکن قیامت میں کرایہ داری کا نظام نہیں پایا جاتا۔

آئیے بغیر سوچے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں جنت میں گھر بنانا ضروری ہے اس کے لئے آپ کرہ ارض پر مسجد بنا کر یا کسی دینی درسگاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اپنی آرزو پوری کرسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ نے بنات اسلام کے لئے ﴿**مدرسہ سیدہ فاطمہ**﴾ کے عظیم منصوبہ پر کام شروع کر کے دو مراحل میں جامعہ کے ساتھ ساتھ سترہ مرلہ کا پلاٹ تقریباً دس لاکھ روپے میں خرید کر مسلمانوں کو جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع فراہم کیا ہے۔ زرزمین کا یہ ناقابل تحمل بوجھ اٹھانے میں کوشش کیجئے اور مسلمان بچیوں کی تعلیم وتربیت میں دل کھول کر حصہ لیں۔

شعبہ نشرواشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

اگست 2003ء / جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ جلد ۹ شمارہ ۷

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۷
دینی نسبت وتعلق سے انسان قیمتی بنتا ہے	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۳
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۹
ملٹی نیشنل کمپنیوں کا طریقہ واردات اور ان سے بچاؤ کے طریقے	شاہد اللہ جان	۲۲
وفیات	قاری محمد رفیق	۲۸
مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس	مولانا حمید اللہ جان	۳۴
یاد حیات	مولانا حسن جان صاحب	۴۲
تبصرہ کتب	سید مدثر شاہ / احسان الرحمٰن عثمانی	۵۱

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زرسالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

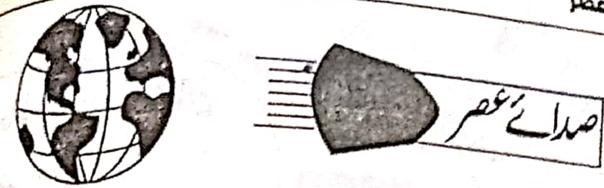

عالمی مایوسی اور مسلمان!!

مدتوں سے عالمی حالات پر گہری نظر رکھنے والے دردمند مسلمان مستقبل کا تجزیہ کر
مسلمانوں کی بیداری کے لئے مسلسل محنت کر رہے تھے۔لیکن مردہ ضمیر پر اس کا کیا اثر رہا؟ آ
مایوسی اور حالات کی دگرگونی اس کی دلیل ہے کہ مسلمانوں نے حالات کی نزاکت سے غافل
مستقبل کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی۔اور نہ اسکی کوئی ضرورت محسوس کی۔چنانچہ سرد جنگ
خاتمہ کے بعد جہاں امریکہ نام نہاد عالمی چودھراہٹ میں انفرادیت کا شکار ہوا۔تو وہاں اس کے
اور تشدد سے سب سے زیادہ مسلمان ہی تختہ مشق ثابت ہوئے۔مدتوں سے مفادات کی
میں مصروف مسلمانوں نے نہ کبھی عالمی حالات کی نزاکت کا احساس کیا اور نہ اس کے لئے
منصوبہ بندی کی۔چنانچہ یہ تاریخ کا سیاہ باب ہے کہ افغانستان اور عراق کے مسلمان کی تباہی کا
مسلمان ہی رہا- دنیا کی دو تہائی آبادی اور ستاون ممالک میں حکومت کرنے والے مسلمان نے
نفسی کا عالم پیش کر کے اپنے اقتدار کو عارضی طور پر بچانے اور چمکانے کو وقت کا عظیم کارنامہ سمجھا
اس کو بڑی بہادری اور شجاعت سمجھی کہ مسلمان کو ختم کر کے اپنے آپ کو محفوظ کریں۔چنانچہ افغانستان
اور عراق میں دشمنان اسلام جب مسلمانوں کے خون سے کھیل رہے تھے تو مسلمان لیڈر اس کو
کران کو ہر قسم کا تعاون پیش کرنا، اپنی سعادت سمجھ رہے تھے۔

مسلمانوں کی اس عالمی خودکشی کا نتیجہ کیا نکلا؟ اپنے ملک میں رہتے ہوئے تحفظ کے
اسباب کی فراہمی کے باوجود مسلمان کا غیر محفوظ ہونا اسکی ادنی جھلک ہے۔آج اسلامی معاشرہ
مایوسی کا شکار ہے کہ دور تک روشنی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔وسائل کی فراوانی اور قوت وطاقت

باوجود مسلمان ہر مصیبت کو اپنے لئے موت کا پیغام سمجھ رہا ہے۔دشمنان اسلام ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے ہو کر مسلمان کا نام صفحہ ہستی سے مٹانے پر متفق ہیں-یوں دکھائی دے رہا ہے کہ دنیا میں صرف مسلمان ہی دہشت گرد ہے اور پوری دنیا کی افراتفری کا یہ ذمہ دار ہے۔دنیا کو سکون اور چین تب ملے گا۔جب مسلمان کا نام ختم ہو۔اس کے نتیجے میں دینداری، دینی اقدار کا تحفظ اور معاشرہ میں اسلامی کردار اپنانا ایک جرم بنتا جا رہا ہے۔صرف امریکہ اور یورپ ہی نہیں جہاں مسلمان اسلامی تشخص کے اظہار کو وبال جان سمجھے بلکہ پاکستان جیسے ملک جس کو اسلام کا محفوظ قلعہ کہا جا رہا ہے، یہاں پر بھی کلیدی اسامی تک پہنچنے کے لئے دین سے دوری اور آزاد خیالی کا علمبردار ہونا بنیادی شرط ہے۔دن بدن مسلمانوں کا ضمیر مردہ ہوتا جا رہا ہے۔عالم اسلام پر ایسے حالات کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔خدانہ کرے اگر حرمین پر کوئی (اصحاب فیل) کی تاریخ دہرانے کی کوشش کرے تو مسلمان ایمانی غیرت کے اظہار کی بجائے ابابیل کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔اور معاشرہ پر ایسے وقت کا انتظار ہے جس میں اپنے آپ کو ترقی پسند ثابت کرانے کے لئے ایمان اور غیرت سب کو فرسودہ رسم سمجھ کر جان چھڑانے کا بہانہ ڈھونڈا جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حالات کو اس حد تک پہنچانے میں بنیادی کردار دشمنان اسلام کی عیاری اور خصوصاً یہود کی چالاکی ہے-کہ انہوں نے عالمی حالات کو اس ڈگری تک پہنچانے کے لئے مدتوں سے منصوبہ بندی کی اور تدریجی طور پر اس کو دنیا میں لاتے ہوئے ۱۱ ستمبر کے واقعہ سے اس کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوئے۔لیکن صرف دشمن کو مورد الزام ٹھہرا کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھنا زیادتی ہے-دشمن سے خیر خواہی کی امید رکھنا بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا ہم دشمن کو دشمن سمجھتے ہوئے یہ توقع رکھیں گے؟ کہ وہ ہماری مفادات کا تحفظ کرے گا اور ہماری بہتری کے لئے کوئی اقدامات کرے گا۔کبھی نہیں۔اگر کوئی دشمن اتنا نرم دل ہو کہ وہ مخالفین کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھے اور دشمن کو کامیابی کا موقع فراہم کرے تو پھر یہ دشمن نہیں کہلایا جائے گا۔دشمن کو دوست سمجھنا ہی بڑی حماقت ہے۔جس کو دشمن ہتھیار کے طور پر استعمال کرسکتا ہے-اس لئے مسلمانوں کی اس عالمی مایوسی میں خود مسلمان قوم کی انفرادی اور اجتماعی نااہلیت کا بڑا دخل ہے۔

مسلمان کے پاس سب سے بڑا ہتھیار ایمان کی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اعتماد کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مسلمان دنیا میں ہر حالات میں کامیاب ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے قیصر و کسریٰ کو زیر کرنے کے لئے اس ہتھیار کے علاوہ اور کونسا ہتھیار استعمال کیا؟ مختصر وقت میں اتنے عظیم انقلاب کی کامیابی ایمان کے علاوہ اور کونسی قوت اور طاقت کارفرما رہی۔ لیکن آج کے مسلمان کا اپنے ایمان پر کتنی محنت ہے؟ تفصیلی جائزہ لینے کے بعد شاید یہ گراف ہزار میں سے ایک کا ہو۔ ایمان کی قوت کے لئے اعمال پر کاربند رہنا بنیادی نسخہ ہے لیکن ہم معاشرہ میں ضرورت کا سہارا لے کر قدم بقدم دینی اقدار کے تقدس کی پائے مالی کا مرتکب ہو رہے ہیں۔ دشمن ہمیں مسلمان سمجھ کر مقابلہ کے لئے وہ توانائی صرف کرتا ہے جو ان کے بڑوں نے ایام ماضیہ میں ہمارے اسلاف کے خلاف میں استعمال کر رہے تھے۔ جبکہ مسلمان ضعف کا شکار ہو کر ایمانی طاقت سے خالی ہے۔ اس لئے دشمن کی کامیابی یقینی ہونے کے بعد مسلمان اپنی تباہی کو تقدیر کا فیصلہ قرار دیکر جان چھڑانے کا اکسیر نسخہ استعمال کرتا ہے اور تقدیر پر ہی بھروسہ کرنے کی چادر سے اپنی کمزوری چھپاتا ہے۔

موجودہ حالات میں ہماری احساس کمتری کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان نے عصری علوم میں کوئی کارنامہ سرانجام دینے کی بجائے اس میدان کو غیر مسلموں کے لئے خالی چھوڑا ہے۔ مسلمان قوم میں صلاحیت اور استعداد کی موجودگی کے باوجود اس کی تمام توانائیاں دشمن کے پلڑے میں تولی جا رہی ہیں۔ گویا معاشرہ پر کچھ ایسا بھوت سوار ہے کہ عصری علوم ہمارے مسلمانوں کے ہاں شجر ممنوعہ یا ناقابل حصول مقصد ہونے کی وجہ سے دشمن ہی اس کا اصل وارث بن گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہم دشمن کا مقابلہ ایسے ہتھیار سے کرتے ہیں جسے دشمن فرسودہ قرار دے کر ہم پر پھینکتا ہے اور خود نئے ہتھیار کے تجربہ کے لئے مسلمان ہی کو بہترین تجربہ گاہ سمجھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دشمن کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہتھیار سے دشمن سے مقابلہ کا نتیجہ ناکامی ہوتا ہے۔

مسلمان قوم کو زیر کرنے کے لئے دشمنان اسلام عموماً مفاد پرستی اور لالچ کا ہتھیار زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمان کے ضمیر کی قیمت لگا کر بہت کم قیمت پر اسکا سودا ہوتا ہے۔

ضمیر فروشی کے مکروہ دھندے کا شکار ہو کر بعض نام نہاد مسلمان اپنی قوم، ملک، ایمان اور عزت و غیرت کا سودا کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ اپنے ملک کو توڑنے اور مسلمان کی عزت سے کھیلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ آج مسلمانوں کے صف میں کئی میر جعفر بیٹھے ہوئے ہیں جو دشمنوں سے اپنی قوم کا سودا کر رہے ہیں۔

حالات کو اس نہج تک پہنچانے کا ایک دوسرا سبب مسلمان قوم کا جذباتی کردار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد مسلمان کا قابل فخر سرمایہ ہے۔ اور قیامت تک اس پر کوئی زد نہیں آئے گی۔ کسی انفرادی یا اجتماعی فیصلہ سے جہاد متاثر نہیں ہوگا۔ قیامت تک یہ جہاد جاری رہے گا۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم جہاد کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر میدان میں کودتے ہیں۔ جذباتی نعروں سے دشمن کو بیدار کر کے مقابلہ کے لئے صف آرا کرنے میں تعاون کرتے ہیں اور خود بغیر کسی تیاری کے میدان مارنے کی امید میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حالانکہ صرف نعروں یا ہتھیاروں کی نمائش سے دشمن کو ڈرانے کا حربہ ہر جگہ ثمرآور نہیں ہوتا۔ دشمن کی عیاری کی یہ حالت ہے کہ وہ خود مسلمان پر جہاد کی حقیقت کو متنازعہ بنا کر چھوڑا ہوا ہے۔ کچھ ایسی باتوں میں مسلمان کو الجھا کر رکھا ہے اور وہ جہاد کی حقیقت سے نابلد ہے۔ اور ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دیکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کو جہاد قرار دیا جا رہا ہے، جس سے دشمن کو تحفظ ملکر اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا موقع ملتا ہے۔ میدان جنگ میں اپنی نااہلی کی وجہ سے شکست کو دیکھ کر مسلمان قوم عالمی سطح پر ایسی مایوسی کا شکار ہے کہ معاذ اللہ اسلام سے وابستگی کو ناکامی کا بنیادی سبب قرار دیتا ہے۔

ان حالات کی روشنی میں ہمیں مایوسی کی بجائے مستقل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے کردار اور عمل سے ثابت کرانا ہوگا کہ مسلمان دنیا کا امن پسند قوم ہے۔ دہشت گردی اور انتہاپسندی مسلمانوں پر الزام تراشی ہے۔ اور دشمن کا بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ یہ بھی ہمیں یقین کرنا ہوگا کہ دشمن کی یہ چال کوئی نئی نہیں بلکہ ازل سے شیطانی اور روحانی قوتوں کا تصادم ایک حقیقت ہے۔ لیکن اس میں مسلمان کو اپنی کمزوریوں کو چھپانے کی بجائے اس پر تحقیق کر کے آئندہ کے لئے راہ عمل کی منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

میرے خیال میں موجودوقت میں مسلمان کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دشمن کے مذموم پروپیگنڈوں کا ازالہ کر کے خود دنیا کا امن پسند قوم ہونے کا مظاہرہ کرے۔ اگر یہ بنیادی پروپیگنڈا ایک دفعہ دم توڑ دے، تو دشمنان اسلام کی توجہات کا رخ تبدیل ہو کر مسلمان اس کے شر سے تحفظ کی راہ پاسکتا ہے۔ اس وقت یہی اس کی کامیابی ہے کہ وہ دشمن کی شر سے محفوظ رہے۔ اطمینان اور یکسوئی کا سانس لیکر وہ اپنا عملی سفر دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے۔ ایام ماضیہ کی اپنی شاندار تاریخ دوبارہ زندہ کرے کہ قرون وسطی میں علمی اداروں پر مسلمانوں کی اجارہ داری رہی ہے اور مسلمان ہی دنیا کی تعلیم یافتہ قوم شمار ہوتا تھا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان قوم میں ذاتی مفادات کی بجائے اجتماعی مفادات کے تحفظ کا جذبہ غالب ہو۔ اور وہ اجتماعی مفادات کے لئے ذات کو قربان کر سکیں اور ہمیشہ کے لئے ملکی اور اجتماعی جذبات کی آب یاری کریں۔ اگر مسلمان اپنے مذہب وعقیدہ کی حفاظت زندگی کا مقصد قرار دے گا تو دشمن کبھی اس کی قیمت لگانے کی جرات نہیں کرے گا اور اسکا ضمیر مفادات کی منڈی میں نیلام نہ ہوگا۔ اجتماعیت کے تصور کے غلبہ سے مسلمان قوم میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کا احساس پیدا ہوگا۔ یوں دشمن اسکی قوت سے مغلوب رہتے ہوئے اس کو چھیڑنے سے پرہیز کرے گا خدا کرے کہ ہمارے معاشرہ میں یہ احساس پیدا ہو۔ اور ایک دفعہ پھر عالمی قیادت کے لئے مسلمان قوم کا انتخاب ہو۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

مفتی غلام الرحمن

یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ — ان اللہ مع الصابرین o ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون o ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات o وبشر الصابرین ط الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون o اولئک علیھم صلوۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون o

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہوں۔ انہیں مردہ نہ سمجھو۔ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ ہم یقیناً کچھ خوف وخطر، بھوک، جان ومال اور آمدنی کی کچھ کمی سے تمہاری آزمائش کرینگے۔ جولوگ ایسی مصیبت رسائی کے موقعہ پر ثابت قدم رہ کر یہ کہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس لوٹیں گے انہیں خوشخبری دو کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نظر، شفقت اور مہربانی ہوگی اور یہی لوگ راہ یاب ہیں۔

محاسن:۔

تحویل قبلہ کے موقعہ پر مسلمان کو خلاف توقع حالات سے گزارنا پڑا۔ اور ناگفتہ بہ باتیں سنی پڑیں۔ دشمنان اسلام کو یہ بالکل گوارا نہیں تھا کہ مسلمان کا مستقل قبلہ ہو جس سے ان کا تشخص اجاگر ہو۔ اس لئے مسلمانوں سے کہا گیا کہ ایسے نازک مرحلہ پر تمہیں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ مشکلات کے وقت انسان کا متاثر ہونا لازمی بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنے کے لئے دو چیزیں بتائی

گئیں

(ا) **صبر۔** جو تکلیف پہنچے اس کو اللہ تعالیٰ کی قضا سمجھتے ہوئے اس میں اپنے لئے بہتری کیونکہ معلوم؟ یہی تکلیف آگے جا کر تمہاری کامیابی کا پیغام ثابت ہو۔ یہ بھی صبر ہے کہ ہر حالت میں اپنی دینی ذمہ داری نبھائے اور معاصی سے اپنا دامن بچا رکھے۔

(ب) **نماز۔** مصائب اور مشکلات کے موقع پر اطمینان کے حصول کا دوسرا اہم ذریعہ نماز ہے جس میں انسان کی ذہنی اور فکری تربیت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تو آپؐ نماز کا اہتمام فرماتے۔

کسی تکلیف کے وقت بے جا جزع وفزع سے نہ مصیبت ٹل سکتی ہے اور نہ اس میں کمی آتی ہے۔ اس لئے مسلمان کی تربیت ایسے نہج پر ہونی چاہئے کہ وہ راحت اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر قانع ہو اور اس کی ہر قضا کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اسکا مظاہرہ عموماً تکلیف کی ابتداء میں ہوتا ہے ورنہ رفتہ رفتہ تھک کر انسان خود حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا صبر سے مراد وہ صبر ہے جو صدمہ کے ابتداء میں ہو۔ بعد میں تو مرور زمانہ خود صدمہ کیلئے مرہم بن جاتا ہے۔ تحویل قبلہ کی مناسبت سے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے انسان کی جان چلی جائے اس کو بھی سعادت سمجھے۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جان دیکر قربان ہوتے ہیں وہ ایسی دائمی خوشیوں اور لذتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن پر لوگ رشک کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عام مردوں کی طرح مردہ نہ سمجھو بلکہ ان کو برزخ میں ایسی حیات حاصل ہے جس کا ادراک تمہارے دائرہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ اگرچہ برزخ کی حیات ہر انسان کو حاصل ہے لیکن انبیاء اور شہدا کی حیات کو امتیازی طور پر ذکر کیا کیونکہ ان کی حیات کی قوت دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے تاہم یہ ناجائز ہے۔ کہ شہداء اور انبیاء کی حیات کا سہارا لیکر ان کی عبادت کی جائے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے انبیاء مسلمان ہو کر اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے پر مصائب نہیں آئیں گے اور پریشانیاں نہیں آئیں گی

انبیاء کائنات کی برگزیدہ شخصیات ہیں لیکن پھر بھی قرآن ان کی آزمائش کی داستانوں سے بھرا پڑا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آئیں۔ دنیا کا بھی یہی دستور ہے کہ بڑے عہدہ کے لئے انتخاب کا امتحان مشکل ہوتا ہے جتنا امتحان سخت ہو، اتنا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یقیناً تم جان و مال اولاد اور کاروبار کی کمی وبیشی کے سلسلے کا شکار ہونگے۔ ایسے موقع پر جو لوگ صبر کر کے قول وفعل سے اطمینان بخش رویہ کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کی طرف لوٹنا ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے یہ خوشخبری ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور عنایات ہوں گئیں اور یہی رویہ ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا، تم میں سے جس کا تسمہ ٹوٹ گیا اور اس نے یہ کلمات پڑھے تو وہ پانے والا ہوگا۔ چنانچہ ایک دوسری روایت میں ہے۔ جو شخص کسی نعمت کے زوال پر یہ کلمات پڑھے تو اس سے بہتر پائے گا۔ جس پر یہ خوش ہوگا۔

سعید بن جبیرؒ کا کہنا ہے کہ مصیبت کے وقت اطمینان وتسلی کے لئے ان کلمات کا پڑھنا اس امت کی خصوصیت ہے۔ اگر کسی دوسرے کو یہ سعادت ملتی تو حضرت یعقوب اس کے مستحق تھے جبکہ آپ نے بیٹے کی گمشدگی کے موقعہ پر "انا للہ وانا الیہ راجعون کی بجائے۔ ﴿ انما اشکوبثی و حزنی الی اللہ ﴾ فرمایا۔ اس لئے مسلمان جب کبھی کسی صدمہ سے دوچار ہو۔ تو اس کے علم ہونے پر ﴿ان للہ وانا الیہ راجعون ﴾ پڑھے صرف پڑھنا نہیں بلکہ اعتمادی طور پر دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی عظمت دل میں جاگزین کرنی چاہیے اور یہ کلمات درحقیقت اس عقیدہ کے اظہار کے لئے ہوں۔

واضح رہے کہ جزع فزع کی جو مذمت شریعت میں کی گئی ہے اس سے وہ جزع فزع مراد ہے جو مصنوعی ہو یا جس میں بے احتیاطی کا پہلو نمایاں ہو۔ ورنہ طبعی طور پر انسان جب مصیبت کے وقت روتا ہے یا کسی آفت اور مصیبت کے وقت دل پر بوجھ پڑتا ہے وہ اس سے مراد نہیں۔ یہ کیفیت اکثر اوقات غیر اختیاری ہوتی ہے عوام تو درکنار بلکہ خواص کو بھی یہ صورت پیش آسکتی ہے۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ط فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان

يطوف بهما ومن تطوع خيرافان الله شاكر عليم ٥ ان الذين يكتمون ما انزلنا
من البينت والهدى من بعد مابينه للناس فى الكتب ط اولئك يلعنهم الله ويلعنهم
اللعنون ٥ الا الذين تابوا واصلحوا وبينوا فاولئك اتوب عليهم وانا التواب
الرحيم ٥ ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار اولئك عليهم لعنة الله والملائكة
والناس اجمعين ٥ خالدين فيها لا يخفف عنهم العذاب ولاهم ينظرون ٥

ترجمہ:۔ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی یادگار ہیں۔ جو حج یا عمرہ کے دوران انکے درمیان دوڑے اس پر کوئی حرج نہیں۔ جو شخص مخلصانہ جذبہ سے کوئی نیکی کرے۔ اللہ تعالیٰ وسعت علمی کے مطابق اسکی قدر کرے گا۔ جو لوگ کتاب میں روشن دلائل سے مبرھن واضح ہدایت کے چھپانے کے مرتکب پائے گئے لعنت بھیجنے والوں اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کے مستحق ہونگے۔ ہاں جو [illegible] ہوئے پر نادم ہوکر اپنی اصلاح پر توجہ دیں اور صاف ظاہر کریں۔ ان پر میری مہربان ہوگی۔ میں [illegible] مخلوق کی توبہ قبول کر کے مہربانی کرنے والا ہوں۔ یاد رہے جن لوگوں نے کفر کو مقصد حیات قرار دیا مرتے دم تک اس پر قائم رہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی ہمیشہ کے لئے عذاب میں رہتے ہوئے ان سے کسی قسم کی رعایت نہیں ہوگی۔ اور نہ ان کو مہلت دی جائیگی۔

محاسن -

حضرت شیخ ؒ فرمایا کرتے تھے۔ ممکن ہے یہود نے یہ اعتراض کیا ہو کہ یہ کیسا پیغمبر ہے جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا حکم دیتا ہے حالانکہ ان پر آج تک شرک ہوتا رہا۔ یوں یہ منصب رسالت پر تحویل قبلہ کے بعد دوسرے شبہ کا ازالہ ہوگا۔ تاریخی واقعات سے واضح ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑ نا دور جاہلیت دور کا رواج تھا۔ بلکہ مشرکین دونوں پہاڑوں پر بت رکھ کر انکی عبادت کرتے تھے۔ صحابہ کرام ایمان لانے کے بعد شرک سے اس درجہ متنفر تھے کہ جس عمل سے شرک کی بو آتی، اس سے اجتناب کرتے تھے۔ چنانچہ سعی پر مکلف ہونے کے بعد صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ صفا اور مروہ کے درمیان ہم [illegible]

[illegible] جاہلیت میں دوڑا کرتے تھے ایمان لانے کے بعد اس کا کیا معنی ہے؟ مسلمانوں کے اطمینان کے لئے یہ آیا تیں نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صفا مروہ کے درمیان دوڑنے پر کبیرہ خاطر نہ ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی یادگار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں دوڑنے کے باوجود اسلام لانے کے بعد دوڑنے میں کوئی حرج نہیں تم شریعت کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نیکی کروگے اس کا تمہیں پورا بدلہ دیا جائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی کا بہت قدر کرنے والے ہیں۔

اعمال کا وجود شرعی :۔ صفا و مروہ کے درمیان سات دفعہ دوڑنے کو فقہاء کرام "سعی" سے تعبیر کرتے ہیں۔۔ فقہ حنفی کی رو سے حج میں یہ واجب ہے۔ جبکہ دوسرے آئمہ ؒ رکنیت کے قائل ہیں۔ تاہم سعی اس وقت عبادت کی حیثیت اختیار کرتی ہے جب عمرہ یا حج کے لئے طواف کے بعد ہو۔ ورنہ اس کے علاوہ عام اوقات میں طواف کے بعد صرف سعی کرنا کوئی نیکی نہیں۔ یہ عمل جاہلیت کے وقت مروج تھا اور مشرکین حج کے دوران اسکا اہتمام کرتے تھے۔ اسلام کے بعد اس کی حیثیت کی تبدیلی کے بعد اس کو حج یا عمرہ کا حصہ قرار دیا گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعمال کے وجود میں نیت کا بنیادی کردار ہے۔ جاہلیت کے اعمال میں سے ہونے کی وجہ سے مزید قابل نفرت تھا لیکن اسلام کے بعد اس کو جو حیثیت دی گئی اس سے عبادت قرار پایا۔

شریعت میں کئی ایسے اعمال ہیں جو گزشتہ معاشرہ میں مروج تھے اسلام نے سند جواز بخشنے کے بعد اس کی حیثیت بدل گئی اور وہ وجود باقی نہ رہا جو قبل از اسلام ان کو حاصل تھا ابھی یہ شرعی اعمال کہلائینگے۔

کتمان حق جرم ہے : ۔ تحویل قبلہ یا صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کو شرعی عمل قرار دینا کچھ ایسے اقدامات تھے۔ جن پر عوامی ردعمل کا ہونا یقینی تھا لیکن آپ ؐ نے اس کے پرواہ کیے بغیر اسکا اظہار کیا۔ یہی پیغمبر کی خصوصیت ہے کہ دینی تقاضے کو مقدم سمجھتے ہیں اور اس کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ اظہار حق مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ موقعہ اور حالت کی مناسبت سے حق کا اظہار ضروری ہے۔ دینی اقدار کی پائے مالی کے وقت خاموش رہنا مسلمان کے لئے ناقابل معافی جرم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ زبان سے اظہار جب دائرہ اختیار میں نہ ہو۔ تو پھر قلبی نفرت اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے تاہم بے دینی کے طور پر خاموشی اختیار کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ چنانچہ

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن میں اتنے روشن دلائل سے حق واضح ہونے کے باوجود جو شخص ان کے چھپانے کا مرتکب پایا گیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برسے گی۔ ہاں کردار قابل توجہ ہے

توبہ کی حقیقت:۔ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ نکالنے کے لئے تین باتوں کا ضروری ہے اور یہی مقبول توبہ کے بنیادی عناصر ہیں۔

(ا) تابوا:۔ یعنی اپنے گناہ پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو اور یہ احساس پیدا ہو کہ میں نے حکم خداوندی کا خلاف کر کے عظیم جرم کا ارتکاب کیا ہے ابھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا میرے لئے دوسری جائے پناہ نہیں۔

(ب) اصلحوا:۔ توبہ صرف توبہ کے ورد کو نہیں کہا جاتا۔ جب تک آئندہ کے لئے گناہ سے بچنے کا مستقل عزم نہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ توبہ نکالنے والا آئندہ کے لئے معاصی کی آلودگی سے دامن محفوظ رکھنے کے لئے منصوبہ بندی کرے اور یہ عزم کرے کہ انشاء اللہ دوبارہ ایسے جرم کا ارتکاب نہیں کرونگا۔

(ج):۔ توبہ کا تیسرا حصہ اظہار حق ہے یعنی اپنی کمزوری چھپانے کی بجائے اس کا برملا اظہار ہو کیونکہ کام کا ارتکاب اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے اور کسی معاشرے میں حق چھپانے کا ارتکاب ہو تو وہاں حق ظاہر کرے اور لوگوں سے کہے کہ فلاں کام کا حکم دیکر میں نے غلطی کی تھی صحیح حکم یہ ہے اس لئے فتوی دینے کے بعد اگر کسی شخص کو حقیقت کی آگاہی ہو اور مفتی کو اپنے فتوی سے رجوع کرنا پڑے تو یہ اسکی ذمہ داری ہے کہ رجوع برملا ہو۔ بلکہ متعلقہ شخص تک رسائی ممکن ہو۔ تو اس کی اطلاع ضروری ہے۔ تا کہ وہ بھی اپنی اصلاح کر سکے۔ البتہ جن لوگوں کو توبہ کی توفیق نہ ملی وہ زندگی بھر بھٹکتے پڑے رہے۔ یہاں تک حق کے مقابلہ میں کفر کیلئے بھاگ دوڑ اور محنت ان کی زندگی کا مشغلہ بن گیا۔ ایسے شخص کے لئے قہر خداوندی اور مخلوق خدا کی طرف سے لعنت بھیجنا ہی بدترین سزا ہے جس میں کوئی رعایت نہیں رکھی جائیگی۔

دینی نسبت و تعلق سے انسان قیمتی بنتا ہے

مفتی ذاکر حسن نعمانی

تمام مخلوقات میں انسان بہترین مخلوق ہے۔ لیکن اپنی ذات کے اعتبار سے ہر کمال سے کورا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور دینی توجہ سے اس میں علمی و عملی اور اخلاقی کمالات پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہتر مخلوق بن جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ﴿واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلاً ما تشکرون ٥﴾ اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیے تم کو کان اور آنکھیں اور دل، تا کہ تم شکر ادا کرتے ہو (النحل)

اس آیت میں اس بات کا ذکر ہے کہ انسان اپنی ذات کے اعتبار سے علمی کمال سے کورا ہے ارشاد باری ہے۔ ﴿ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق﴾ اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں اس کی پیدائش میں (یس) انسان جب زیادہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کی فکری اور عملی قوتیں جواب دے دیتی ہیں۔ جو یاد تھا وہ بھول گیا۔ مزید یاد نہیں ہوتا۔ بالکل کورا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس انسان کو علمی قوت کے اسباب اور علم سے نواز دیتا ہے۔ اس طرح انسان اپنی ذات کے اعتبار سے عملی اور اخلاقی قوتوں سے بھی کورا پیدا ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ﴿وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم ٥﴾ اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو بیشک جی تو سکھلاتا ہے۔ برائی مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بے شک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان (یوسف) اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان اخلاقی اور عملی قوتوں سے بہرہ ور فرما دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تشریعی امور میں انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ قوت علمی اور عملی کے اسباب مہیا کر دیے اب تو اپنے اختیار سے ان کو چلا بخش میں اس پر محض اپنے فضل سے نتیجہ مرتب کروں گا اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اسباب ہدایت اور کتاب بھیجی ہے۔ تو دوسری طرف ھادی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بھیجا ہے۔ دنیا کے ہر فن، ھنر اور علم کی یہی حالت ہے۔ ہر فن اور ھنر کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ایک ماہر فن ہوگا۔جس کے بغیر اس فن وہنر میں کمال حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔اگر ایک طرف
التفسیر ہے تو دوسری طرف مفسر ہے۔اگر ایک طرف علم الحدیث ہے تو دوسری طرف محدث ہے
ایک طرف علم تصوف ہے تو دوسری طرف صوفی ہے اگر ایک طرف علم الکلام ہے تو دوسری طرف
ہے۔اگر ایک طرف علم النحو ہے تو دوسری طرف نحوی ہے۔**وقس علی ھذا**۔اللہ تعالیٰ نے
دینی علوم کے ساتھ ایک باکمال انسان بھیجا ہے۔اس باکمال اور تربیت یافتہ انسان کا اللہ تعالیٰ
نگران اور نگہبان ہوتا ہے اس باکمال اور انتہائی تربیت یافتہ انسان کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
طرف مبعوث ہوتا ہے۔اور تبلیغ پر مامور ہوتا ہے۔شریعت کی اصطلاح میں نبیؑ اور رسول کہتے ہیں
نبیؑ اور رسول کے بعد دین کے ساتھ رجال دین کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

اس طرح یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ہمارے لئے وہ باکمال اور کامل اتباع کا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔وہ ذات اقدس جامع الکمالات ہے۔وہ کئی حیثیتوں کا مجموعہ
بیک وقت مفسر، محدث، متکلم، صوفی، مجاہد وغیرہ تھا۔اس لئے تمام مفسرین محدثین، متکلمین، صوفیا
مجاہدین کا مبارک سلسلہ اس ذات اقدس سے پھوٹ کر نکلا ہے۔وہ ان تمام رجال دین کا منبع
اور سب کی انتہا ہے۔گویا خاتم الکمالات ہے۔جہاں سے کمالات کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور
کمالات کی انتہاء بھی ہے۔حضورؐ کے تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اور ترقی یافتہ
تدریجاً کمال تک نہیں پہنچے تھے۔ورنہ اپنے متبعین کو کیسے کمال تک پہنچایا۔ان کے بعد بقیہ رجال
کا کمال تدریجی ہوتا ہے۔اور ایک وقت آتا ہے کہ عرف میں ان کو بھی لوگ کمال یافتہ کہتے اور
۔تمام دنیاوی فنون اور علوم میں ماہر فن تدریجی طور پر کمالات کی طرف ترقی کرتا ہے۔

ابتداء انسان نے ضروریات کے پیدا ہونے کی وجہ سے عقلی، تجرباتی اور مشاہداتی
کیا۔آہستہ آہستہ ان میں باکمال انسان پیدا ہوتے گئے۔اور یہ سلسلہ اس طرح اب تک رواں
ہے۔بہرحال اسلام میں دین اور رجال دین ہیں۔ان دونوں کے ساتھ تعلق ونسبت کے بغیر انسان
دیندار بنتا ہے اور نہ کامل اور نہ اس کی کوئی قیمت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کلمہ توحید
اور رسول وقت کو شامل کیا ہے۔مثلاً **لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ ۔ لا الہ الا اللہ نوح**

لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ ۔ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ ۔ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ۔کلمہ توحید اور اس کی دعوت میں تمام انبیاء شریک ہیں۔حدیث میں آتا ہے۔
کان دین الانبیاء لا الہ الا اللہ ۔ہر نبیؑ وقت نے توحید اور وحدانیت کی تعلیم اولاً دی ہے۔جیسا کہ
ابتداء میں ذکر ہوا کہ انسان اپنی ذات کے اعتبار سے تمام فکری اور عملی کمالات سے بالکل کورا ہے۔یہ
تمام کمالات اس میں اس وقت پیدا ہوں گے جب دین اور رجال دین کے ساتھ تعلق جوڑ کر اپنی
نسبت کو برقرار رکھے۔لوہے کی کیل پانی میں ڈوب جاتی ہے جب اس کیل کا تعلق کشتی کی لکڑیوں اور
تختوں کے ساتھ ہوجاتا ہے تو پھر کیل نہیں ڈوبتی۔انسان بھی پانی کے اوپر نہیں چل سکتا۔قدم رکھتے ہیں
پانی کی تہہ تک پہنچ کر ڈوب مرجاتا ہے۔

لیکن یہی انسان جب کشتی میں بیٹھتا ہے تو خوب آرام اور مزے کے ساتھ سفر کرتا ہے۔اس
انسان کا غرق نہ ہونا کشتی کی برکت ہے۔ایک کاغذ پر اگر قرآن کی آیتیں چھپ جائیں تو قابل احترام
بن جاتا ہے۔جب ان کاغذوں پر مکمل قرآن مجید کی آیتیں چھپتی ہیں تو ان کاغذوں کے مجموعہ کو قرآن
مجید کہتے ہیں۔قابل احترام بن کے اس کاغذی مجموعے کے الگ احکام ثابت ہوجاتے ہیں۔اس
مجموعہ کی توہین کفر ہے۔حالانکہ آیتوں کے تعلق کے بغیر کاغذوں کے ان بنڈلوں کو پھینکتے رہتے ہیں۔
اس مجموعہ کو اب بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا۔حالانکہ کاغذ کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔لوگ اب
اس مجموعہ کو چومتے ہیں۔طاقوں میں سجاتے ہیں۔شاہان دنیا کو بطور قیمتی تحفہ کے عطا کرتے ہیں۔عوام
خواص میں قابل احترام بن جاتا ہے۔وجہ صرف یہ ہے کہ ان کاغذوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کی آیات کے
ساتھ بن گیا ہے۔فرعون، ھامان، قارون، ابلیس، زنا وغیرہ بعض الفاظ اور کلمات ایسے ہیں اگر کوئی
شخص ان مذکورہ ناموں کو تسبیح کے دانوں پر پڑھنا شروع کردے یا ان ناموں کی گردان کرتا پھرے تو
ان میں کوئی ثواب نہیں بلکہ لوگ ایسے شخص کو بے وقوف اور پاگل کہیں گے۔لیکن یہی نام جب قرآن
مجید میں شامل ہوگئے تو قرآن وکلام اللہ بن گئے۔تلاوت کے دوران ان کے الفاظ پر مستقل نیکیاں
ملتی ہیں۔کوئی تلاوت کے دوران ان کو یہ کہہ کر نہیں چھوڑتا کہ شیطان اور فرعون کے نام کو پڑھ کر کیا
ملے گا۔بلکہ قرآن مجید میں آکر کلام اللہ کا حصہ بن گئے۔ان کے کلام اللہ ہونے سے انکار کفر بن جاتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ان الفاظ کو یہ عزت اور افتخار کلام اللہ کی معیت کی وجہ سے ملا۔زمین کا ایک ٹکڑا جس کو بیت...
بھی بنایا جا سکتا ہے۔جب اس ٹکڑا کو مسجد بنا دیا تو اب احکامات بدل گئے۔یہ ٹکڑا مقدس بن کر...
احترام بن جاتا ہے۔سجدہ گاہ بن کر جنبی مرد اور حائضہ عورت کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔اور یہ تقدس...
کے لئے پھر قائم رہتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کے اس ٹکڑے کا تعلق دین کے ایک اہم رکن...
حکم نماز کے ساتھ قائم ہو گیا ہے۔اس ٹکڑے کی تعمیر ایمان،ثواب اور جنت کی کمائی کی علامت بن
جاتا ہے اگر کوئی مسلمان زمین کے کسی ٹکڑے پر خوبصورت عالیشان،مسجد سے کئی گنا خوبصورت...
بنا دے تو ثواب تو درکنار الٹا زبردست گناہ بن جائے گا۔اس طرح ایک انسان جب دین اور رجال
دین کے ساتھ صحیح اور سچی نسبت وتعلق قائم کر لیتا ہے تو مسلمان بن کر صحابی،تابعی،تبع تابعی اور ولی
کہلاتا ہے۔اس انسان کے نام بدل جاتے ہیں۔کبھی اس کو صحابی کہتے ہیں۔کبھی تابعی،کبھی تبع تابعی
کبھی ولی اللہ وغیرہ۔جیسے زمین کے ٹکڑے پر مسجد بن جائے تو اس ٹکڑے کو اب مسجد کے نام سے
پکارتے ہیں۔زمین بھی ہے لیکن مقدس زمین کاغذ پر آیات چھپ جائیں تو قرآن مجید کے نام کے
ساتھ موسوم ہو جاتا ہے۔کاغذ بھی ہے لیکن مقدس قرآن مجید اس کو کہا جاتا ہے۔اس طرح انسان بھی
دین اور رجال دین کے تعلق کی وجہ سے صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔جس کی وجہ سے انسان ہوتے ہوئے
اس کے نام بدل جاتے ہیں۔کبھی اس کو صحابی کہتے ہیں کبھی تابعی کبھی صوفی کبھی مجاہد کبھی عالم کبھی...
کبھی ولی اللہ وغیرہ۔انسان میں کمال اور ترقی صفات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ایک انسان جب
بادشاہ بن جائے تو لوگ اس کی رعایا بن جاتے ہیں اور رعایا پھر اس کے حکم کو مانتی ہے جب تک اللہ
کی معصیت کا حکم نہ دے۔

ایک انسان سلوک وتصوف کے مقامات طے کر کے مرشد بن جائے تو لوگ اب اس کے
مرید بن جاتے ہیں۔مرید اور دیگر لوگوں کی نظروں میں معزز بن جاتا ہے۔یہی انسان جب عالم
بن جائے تو قرآن وحدیث میں علم کے مذکورہ فضائل اس کے لئے ثابت ہو جاتے ہیں۔جس کی وجہ سے
انتہائی معزز بن جاتا ہے تو تمام احکامات ان صفات کی وجہ سے ثابت ہوں گے۔انسان اپنے اندر
صفات پیدا کرے گا احکامات خود بخود اس کے لئے ثابت ہوتے رہیں گے۔جب تک آدمی پیدا...

...سے نہیں ڈرتا۔مفتی نہ ہو تو کوئی اس سے مسئلہ نہیں پوچھتا۔استاد نہ ہو تو کوئی اس کی
...شاگردی نہیں کرتا۔ڈاکٹر نہ ہو تو کوئی اس سے علاج نہیں کرواتا۔انجینئر نہ ہو تو کوئی اس سے نقشے
...نہیں کرواتا۔لہذا دین اسلام بھی ایک صفت بن کر انسان میں داخل ہو کر اس کے لئے کئی
...کمالات اور خوبیاں ثابت کر دیتا ہے۔ثواب کے استحقاق کے ساتھ معزز بھی بن جاتا ہے۔حضرت عمرؓ
...سے کسی نے کہا کہ آپؓ کی وجہ سے دین معزز ہو گیا فرمایا نہیں بلکہ میں دین کی وجہ سے معزز بن گیا
ہوں۔

اس نسبت وتعلق کے لئے لوگ سب سے بڑے ماہر فن کی طرف رخ کرتے ہیں۔کیونکہ
...پیشہ ور ماہر پیشہ بڑھیا و اعلی ہو گا۔اس تعلق جوڑنے والے کو اتنا ہی زیادہ فائدہ ہو گا۔نام بھی ہو گا
...بھی ہو گا۔اس تعلق والے کو بھی اس طرح مقام ومرتبہ ملے گا۔ابتدائے اسلام میں سب سے پہلے
...اسلام کا کامل نمونہ ماہر و راہنما حضورؐ تھے۔آپؐ کے ساتھ ان کی حیات طیبہ میں جس نے سچا تعلق
...وہ سب سے زیادہ بلند مقام رکھتا ہے۔اجر زیادہ پاتا ہے علم وعمل زیادہ ہوتا ہے۔ولایت کی انتہاء
...ہے اور اللہ ان کے بارے میں اپنی رضاء کا قطعی اعلان کر دیتا ہے۔ان کو اصطلاح میں صحابہ کرام
...کہتے ہیں۔کوئی تو وجہ ہے کہ آج کل لوگ اعلی دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے یورپ جا کر ڈگریاں
حاصل کرتے ہیں۔پھر ان ڈگری ہولڈروں کی جو قدر،مانگ اور تنخواہ ہوتی ہے وہ کسی اور کی نہیں
...اسی طرح صحابہ کرام کا جو مرتبہ ومقام ہے۔وہ غیر صحابی کا نہیں ہو سکتا۔اس لئے کہ انہوں نے
...کی اعلی ترین شخصیت سے تعلیم وتربیت حاصل کی ہے۔پھر دین کے ساتھ جو رجال دین تھے وہ بھی
...صحابہ کرام کی مقدس جماعت تھی۔ان کے ساتھ سچے تعلق جوڑنے والوں کو تابعین کہتے ہیں۔ان کا بھی
...مقام ومرتبہ ہے۔جو غیر تابعی کا نہیں۔پھر ان تابعین کے ساتھ سچا تعلق جوڑنے والوں کو تبع تابعین
...کہا۔ان تبع تابعین کے لئے رجال دین تابعین تھے۔ان تینوں ادوار کے گروہ بڑے مقدس
...یہاں تک کہ ان تینوں گروہوں کے زمانہ کو خیر القرون کہتے ہیں۔مجموعی لحاظ سے ان کے ادوار
...خیر غالب ہی غالب تھا۔یہ حضورؐ کے زمانہ کے قریب تھے۔جس کی وجہ سے ان تینوں گروہوں کا
...نسبت ذات اقدسؐ سے مضبوط اور پائیدار تھا۔آہستہ آہستہ ان نسبتوں میں ضعف اضافی پیدا

ہوا۔ جب تک تعلق اور نسبت قوی نہ ہو تو اس وقت صفات والی سند عطا نہیں ہوتی۔ اور نہ ان صفات پر احکامات مرتب ہوں گے۔ مرید کو جب تک مرشد خلافت و اجازت نہ دے مرشد نہیں بن سکتا۔ شاگرد کو جب تک استاد سند فراغ نہ دے استاد نہیں بن سکتا۔ کسی علم کی ڈگری اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ نہ ہو تو کوئی عہدہ نہیں مل سکتا۔ اب ان لوگوں کے بارے میں سوچیں جو کہتے ہیں کہ رجال کی ضرورت نہیں صرف قرآن وحدیث کی اتباع کریں گے۔ بظاہر اس جملہ میں کوئی نقصان نہیں۔ صرف قرآن و حدیث کی اتباع بڑا قیمتی جملہ ہے۔ لیکن اس قیمتی اور صحیح جملہ کے پیچھے بے دینی، بد دینی اور بدظنی کا زبردست طوفان چھپا ہوا ہے۔ دین تو ہم تک رجال کے ہی واسطہ سے پہنچا ہے۔ یہ واسطہ کٹ جائے تو دین بے کار ہو جائے گا۔ ان نسبتوں اور رجال دین کے واسطوں کے بغیر انسان وہی کورا انسان رہ جائے گا۔ جس میں کوئی صفت کمال نہیں ہوتی۔ نہ اس کی قیمت ہوگی۔ نہ قدر و مقام اور نہ کچھ احکام مرتب ہوں گے۔

دین سے نسبت دینداری
کی دلیل
اور دین کی خدمت قبولیت
کی دلیل ھے
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کی حقیقت اوراور شرعی حیثیت

تزکیہ یا اصلاح باطن کیلئے کسی متشرع اور متدین شیخ سے بیعت کرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز سلاسل اربعہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کی حقیقت کیا ہے؟ ایک مسلمان کے لئے قرآن وحدیث کے واضح احکامات اور اسلاف کی بے لوث خدمات کی موجودگی میں بیعت کی ضرورت کیوں کر پیش آتی ہے؟ بطور خاص کر ایک عالم و فاضل شخص کے لئے اسکی کیا ضرورت ہے جو قرآن وحدیث کے امور سے آگاہ ہو۔

بینوا توجروا

مولانا لیاقت علی شاہ نقشبندی کراچی

و عبدالصبوح کوھاٹ۔

الجواب وباللہ التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ ''تزکیہ نفس'' منصب نبوت کے فرائض میں سے ایک اہم شعبہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تربیت فرما کر انسانیت کے جس اعلیٰ معیار پر پہنچا کر چھوڑا اس کے اثرات قیامت تک رہیں گے۔ صحابہ کرام کی تربیت میں زیادہ دخل صحبت نبویؐ کا تھا۔ جس سے صحابہ کرام کو دربار نبوت سے ایک دفعہ حاضری پر اتنا حظ وافر ملا کہ مدتوں تک ریاضت و مجاہدے سے اسکا حصول ممکن نہیں۔ رفتہ رفتہ عملی انحطاط کی بنیاد پر اہل اللہ نے تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ ہمارے معاشرے میں تربیت کا یہ نظام ''طریقت'' اور

"تصوف" کے نام سے متعارف ہوا۔ جس کا بنیادی مقصد انسان پر ایک ایسی محنت ہے جس سے اس میں للّٰھیت کا جذبہ پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا عقیدہ دل دماغ میں موجزن ہو اور ظاہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں سے مزین ہو۔ اور دل امراض باطنہ کی آلودگیوں سے پاک ہو کر دل میں کوئی حسد، حرص، حب جاہ و مال، ریا اور عجب و تکبر نہ رہے۔ بلکہ ان کی جگہ قناعت، صبر و شکر، فقر و زہد، اخلاص، عجز و انکساری اور توکل کا جذبہ پیدا ہو کر ہر وقت موجود ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے جذبات کی آب یاری کے لئے ریاضت ضروری ہے۔ بیعت و طریقت میں یہی بنیادی چیزیں ہوتی ہیں۔ جن کے لئے کبھی ذکر و اذکار، تسبیحات و تہلیل، تلاوت اور مراقبہ و محاسبہ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ تا کہ نفس امارہ بالسوء سے نکل کر نفس مطمئنہ تک پہنچ جائے۔ اکابرین صوفیاء کرام اور اس میدان کے شہسواروں کی ایمان افروز داستانوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور اکناف عالم میں دعوت ایمان کے سلسلہ میں ان کی محنتوں کے تذکرے بہ زبان ہر خاص و عام ہیں۔ عراق، ایران، روس اور برصغیر کے علاقوں میں اسلام پھیلانے میں صوفیاء کرام کی جھد مسلسل سے کسی کو ظاہر نہیں اور ان کی حکمت آموز پندو نصائح سے لوگوں کی زندگیاں بدلیں اس لئے تصوف سے انکار کرنا دین سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہمارے ہاں مشہور سلاسل اربعہ تک تصوف کو محدود رکھنا بھی غفلت کا نتیجہ ہے ورنہ دوسرے علاقوں میں ان کے علاوہ سلاسل بھی موجود ہیں۔ یہ درحقیقت اکابرین کی ثمر آور محنتوں کی تحسین ہے جنکی وجہ سے ان کے خانقاہوں سے یہ سلسلے زندہ رہے۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اس مقدس اور بابرکت محنت کو بعض نام نہاد صوفیوں نے بدنام بھی کیا ہے۔ دنیا کے حصول کے لئے گدی نشینی کی رسم نکال کر اس کو کاروباری شکل میں تبدیل کر دیا۔ خود دین سے نابلد رہ کر دوسرں کے لئے رہبری کا دعویٰ کرنے والے گمراہی اور بے دینی پھیلانے کے لئے بڑے آلہ کار ثابت ہوئے چنانچہ بسا اوقات اس سنت سے لوگ دور بھاگنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس کی اصل محنت سے انکار دانشمندی نہیں۔

تصوف درحقیقت اپنی کمزوریوں کی فکر لیکر کسی عالم باعمل اور رموز معرفت سے باخبر شخصیت کے ہاں رجسٹریشن کا نام ہے جو اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کے علاج کے لئے شیخ کے ہاں مراجعہ کرتا

رہے۔ یہ بذات خود مستحسن نہیں بلکہ بسا اوقات وجوب کا درجہ اختیار کر جاتا ہے جو شخص دنیا کے دلدل میں پھنس کر فکر آخرت سے غافل ہو خواہ علوم شرعیہ سے آگاہ ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے وجوب نہیں تو اور کیا؟ ہاں اگر کسی دوسرے ذریعہ سے علاج کا ہونا یقینی ہو۔ تو پھر صرف تصوف تک تحدید ضروری نہیں۔ لیکن معاشرتی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اصلاح نفس کے لئے کسی اللہ والے کی قدم بوسی ضروری ہوتی ہے کیونکہ ڈاکٹری کتابیں رکھنے سے انسان ڈاکٹر نہیں بن سکتا ہے جب تک کسی ماہر سے استفادہ نہ کرے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے فرمایا کہ مٹھایاں بنانے کے طریقے ہمیں معلوم ہیں۔ لیکن مٹھائی حاجی صاحب کے پاس ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے فرمایا کہ ہماری مثال پنساری کی ہے جس کے پاس ہر قسم کی دوائی کا خام مال موجود ہوتا ہے لیکن دوائی حاجی صاحب کے پاس ہے۔

بعض لوگ تصوف کو بدعت قرار دیکر انکار کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے حالانکہ یہ زیادتی ہے ممکن ہے کہ نام نہاد صوفیاء کرام کے خانقاہی نظام میں بعض خود ساختہ طریقے بدعات ہوں لیکن نفس بیعت کا تذکرہ صحابہ کرام کی زندگی میں پایا جاتا ہے جس میں بیعت علی الایمان اور بیعت علی الجہاد کے علاوہ معاصی کی آلودگیوں سے بچنے کے لئے بیعت بھی پائی جاتی ہے۔ ہمارے اکابرین نے اس کی طرف توجہ دیکر ان سے بے اعتدالیوں کی حقیقت آشکارہ کی ہے۔ جن کی وجہ سے یہ مقدس محنت بدنام ہوئی تھی۔ حضرات اکابرین دیوبند کے سوانح پڑھنے سے یہ حقیقت مخفی نہیں رہتی کہ ان حضرات نے اس میدان میں کونسے مجددانہ کارنامے سرانجام دیئے اور اس فن کو کیسے زندہ کیا۔ تاہم یہ احتیاط لازم ہے کہ مرشد کے انتخاب میں کسی ایسی شخصیت کا انتخاب ضروری ہے، جو خود عالم ہو اور مرضیات ربانی سے باخبر ہو۔ ورنہ بے خبری کے عالم میں دوسروں کی کیا رہبری کرے گا۔ ایسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس مرشد پر صلحاء اور علماء کا اعتماد ہو اور خود بھی سنت نبوی کا پابند ہو اور اس کی محفل و مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہو ورنہ جو مرشد خود دنیا کا عاشق ہو وہ تلامذہ اور مستفیدین کو کیسے آخرت کا گرویدہ بنائے گا۔

Scanned with CamScanner

ملٹی نیشنل کمپنیوں کا طریقہ واردات اوران سے بچاؤ کے طریقے

شاہد اللہ جان

دنیا میں سرفہرست تقریباً پچاس کے لگ بھگ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں یہ کمپنیاں ساری دنیا کی معیشت اٹھانے کے دعویدار ہیں- ان کمپنیوں کی دولت اگر ساری دنیا کے انسانوں پر تقسیم کردی جائے تو ساری دنیا کے لوگ محلات میں رہنے لگیں- یہ کمپنیاں چاہیں تو زندگی رواں دواں ہو- کاروبار، ذرائع، اسٹاک ایکسچینج اور کھلی منڈیوں میں زندگی کا رونق ہو- یہ چاہیں تو لاکھوں مریضوں کو دوا پہنچتی رہے لیکن اگر یہ پچاس کمپنیاں مل کر بنکوں سے اپنا سرمایہ نکالیں، اسٹاک ایکسچینجوں سے اپنا مصنوعات نکال باہر کریں- کھلی منڈیوں میں اپنی اشیاء نہ لائیں- تو زندگی کا رونق جاتا رہے- دنیا پر تاریکی چھا جائے- مریض بستر مرگ پر تڑپنے لگے اور ساری دنیا کے انسان پانی کے قطروں اور خوراک کے لقموں کے لئے تڑپتے رہ جائیں- ان کمپنیوں کی حقیقت کیا ہے؟ آیئے اس راز کو طشت از بام کردیتے ہیں-

ابتداء اور شہرت

ابتداء اور شہرت :- بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں یہ کمپنیاں وجود میں آئیں- ابتداء میں ان کی تعداد انتہائی محدود تھی- لیکن جنگ عظیم دوم کے بعد جب کہ یورپی ممالک اپنی تباہی پر نوحہ کناں تھے، فصلیں تباہ ہوچکی تھیں- غذائی ذخیرے آگ کے نذر ہوچکے تھے- اور ہر طرف موت کی دیوی رقص کر رہی تھی- ایسے حالات میں ملٹی نیشنل کمپنیوں نے غذائی مواد، پینے کا پانی، موت سے بچانے کی دوائیں فراہم کرنا شروع کردیں اور ایک دم پوری دنیا کی معیشت پر چھا گئیں- کھلی منڈیوں میں ان کا سکہ چلنے لگا- اور آج یہ حال ہے کہ کسی بھی ترقی پذیر ملک کو راتوں رات آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے لاکھوں ملین ڈالر کا مقروض کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے-

ملٹی نیشنل کمپنی کی تعریف -

ایوری مین انسائیکلوپیڈیا کی آٹھویں جلد مطبوعہ 1978ء میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے-

﴿یہ بہت بڑے ادارے ہیں، جن کے مفادات اور آپریشنز لاتعداد ملکوں تک پھیلے ہوئے ہیں- ان کے سائز اور مفادات کا کنٹرول کسی بھی ملک کے بس سے باہر ہے جس کی وجہ سے یہ بہت طاقتور ہیں﴾ دوسری تعریف، جو کہ میکمیلن انسائیکلوپیڈیا مطبوع 1981ء میں مرقوم ہے، یوں ہے-

﴿بڑی بزنس انٹرپرائیزز جن کے ہیڈکوارٹرز ایک ملک میں ہوتے ہیں- حکمت عملی سے متعلق فیصلے عموماً ہیڈ آفس میں ہوتے ہیں- اوران کے بڑے بڑے ذرائع پر حکمرانی اور ملکی قانون، کنٹرول نے ان کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے عالمی سطح پر قانون سازی کے مطالبے کو جنم دیا﴾

دی لونگ مین انسائیکلوپیڈیا نے مذکورہ بالا دونوں تعریفوں کا نچوڑ یوں بیان کیا ہے-

﴿ایسی بزنس انٹرپرائیزز جو کہ مینوفیکچرنگ، سیلز اور سروس سے متعلق شاخیں بہت سے ملکوں میں رکھتے ہیں﴾

طریقہ کار - ملٹی نیشنل کمپنیاں پہلے پہل ایک چیز کو اپنے آبائی وطن میں تیار کرتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ اسے بیرون ممالک میں اپنے شاخوں کے اندر تیار کرنا شروع کردیتی ہیں اور پوری دنیا کی مارکیٹ میں اپنی اشیاء پیش کرکے لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتی ہیں اور یوں محنت اور خام مال کی بنسبت زیادہ فوائد حاصل کرلیتی ہیں- یہی ان کا بنیادی اصول ہے-

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی وجہ سے نقصانات پر مبنی دلائل :

ان کے نقصانات کی فہرست اتنی طویل ہے کہ کئی جلدوں کی ایک کتاب اس پر تحریر ہوسکتی ہے- لیکن بنیادی نقصانات کا نچوڑ یہ ہے-

(۱) ملٹی نیشنل کمپنیاں ترقی پذیر اور غریب ممالک میں سرمایہ کاری کرکے بہت ہی تھوڑی مدت میں مقامی صنعتوں کا صفایا کرکے اپنی اجارہ داری قائم کرلیں گی-

(۲) یہ مقامی صنعت کو آزاد مقابلے کے ذریعے خارج کرکے جو اجارہ داری قائم کریں گی- وہ مقابلے کو ختم کرے گی- اور یہ منحوس کمپنیاں رسد و طلب کے ذرائع کو اپنے خونخوار پنجوں میں جکڑ لیں گی

(۳) ان کی ٹیکنالوجی مقامی وسائل کے ہم آہنگ نہیں- مثلاً ہمارے پاس مقامی مصنوعات کے لئے سب سے اہم وسیلہ اور ذریعہ عوام ہیں جبکہ MNCs کی جدید صنعت چند لوگوں سے کام لیکر باق

Scanned with CamScanner

سب کو فارغ کر کے بے روزگار کر دے گی۔ لہذا چند لوگوں کو روزگار دینے اور کروڑوں کو بے روزگار کرنے سے امیر و غریب کے درمیان خلیج گہری ہوتی چلی جائے گی۔

مقامی صنعتوں کو ناکام کرنے کے طریقے:

چونکہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کھلی منڈی اور اسٹاک ایکسچینجوں میں ایک مارکیٹ بنا رکھی ہے اس لئے لوگ ان کی طرف مائل ہیں اور مقامی اشیاء پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھرپور مہم چلا کر اپنے اشیاء خریدنے پر لوگوں کو ابھارتی ہیں۔ دوسری طرف مقامی صنعتوں کو ناکام کرنے کے لئے ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں کہ خدا کی پناہ۔

ہیرالڈ نے ستمبر 1982ء میں واضح طور پر بتایا کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں سستے ترین کیمکلز سے تیار ہونے والی ادویات کو انتہائی مہنگے داموں خریدتی ہیں۔ اس آرٹیکل کے مطابق

(ا) ایبٹ لیبارٹریز پاکستان لمیٹڈ اریتھرومائین سٹریٹ 220 ڈالر فی کلوگرام کے حساب سے خرید رہی ہے جبکہ یہ 102 ڈالر فی کلوگرام کی قیمت پر دستیاب ہے۔

(۲) سینڈوز پاکستان لمیٹڈ بلیٹوسائیڈ سی 27.5 ڈالر فی گرام کے حساب سے درآمد کرتی ہے جبکہ یہ 10.5 ڈالر فی گرام پر بھی دستیاب ہو سکتا تھا۔

(۳) سائنامڈ پاکستان لمیٹڈ اتھمبل 192.3 ڈالر فی کلوگرام کے عوض خرید رہی ہے جبکہ اسے 50 ڈالر فی کلوگرام کے عوض خریدا جا سکتا ہے۔

یہ کمپنیاں ان کیمکلز کو انتہائی مہنگے داموں خرید کر مقامی ادویات بنانے والی فیکٹریوں کے لئے بحران پیدا کر دیتی ہیں اور یوں مقامی فیکٹریوں کی بعض قیمتی ادویات شارٹ ہو کر مارکیٹ سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کھلی منڈی میں کیمیکلز کی قیمت مہنگی کر کے مقامی فیکٹریوں کو چند دن کے نوٹس پر دیوالیہ کر دیتی ہیں اس کے علاوہ بھی بہت عجیب اور محیر العقول ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
آہ کرتا ہوں تو اندیشہ رسوائی ہے

پاکستان کے اندر ان میں سے بعض کمپنیوں کو کام کرنے کا موقع کیسے ملا؟ اور ان کی ابتداء کیسی ہوئی؟ ملاحظہ فرمائیں۔ وولف ینگ جی فرائنڈ اپنی کتاب ﴿جائنٹ انٹرنیشنل بزنس وینچر﴾ کے صفحہ ۲۲۵ پر لیور برادرز کی مثال دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

(تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان میں لیور برادرز کی دو کمپنیاں تھیں۔

(۱) ہندوستان وناسپتی مینوفیکچرنگ کمپنی لمیٹڈ، جو کہ وناسپتی تیل برآمد کرتی تھی۔

(۲) لیور برادرز انڈیا لمیٹڈ جو کہ صابن کی تیاری اور تجارت میں مصروف تھی۔

دو پرائیویٹ پارٹنرز سید امجد علی اور سر ولیم رابرٹ نے ریاست بہاولپور اور لیور برادرز سے مل کر 1948ء کو صادق ویجی ٹیبل اور الائیڈ انڈسٹری کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ہی صادق سوپ فیکٹری بنانے کا ارادہ بھی کیا۔ آہستہ آہستہ یہ کمپنی ہماری صنعت کو کینسر کی طرح کھا گئی۔ تقریباً ہر پراڈکٹ کی تانیں اس ملٹی نیشنل کمپنی سے جا ملتے ہیں اور یوں کسی شئے کے بظاہر دو مخالف برانڈز بیک وقت اسی کمپنی کی ملکیت ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور کمپنی ﴿سوزوکی﴾ نے پاکستان کے کار کی صنعت کو بڑی تیزی سے جکڑ لیا 1988-89ء کے سالانہ رپورٹ کے مطابق پاک موٹرز کمپنی نے 39182 یونٹ پیدا کر کے بیچ دیئے۔ اور اس سے پچھلے سال 35233 یونٹ بیچے تھے۔ مقامی طور پر تیار ہونے والی اس کمپنی کی گاڑی اب مارکیٹ پر اجارہ داری قائم رکھنے کے بعد بیرونی کمپنیوں سوزوکی، ٹویوٹا وغیرہ کی وجہ سے مڈل کلاس کے اپروچ سے بھی باہر ہو گئی ہے۔

حالیہ دنوں میں دیوالیہ ہونے والے کریسنٹ بنک کی مثال لیجیے۔ کریسنٹ بنک ملک کے تمام اسٹاک ایکسچینجوں میں حصص کا کاروبار کرتا تھا اور حصص کی خرید و فروخت بھی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت تک محدود تھا۔ اسی سلسلے میں پاکستان کے اندر حصص کا کاروبار کرنے والی تین بڑی بروکریج ہاؤسز سے کریسنٹ بنک سود یعنی بدلے کی بنیاد پر قرضے حاصل کر کے حصص کی خرید و فروخت کرتا تھا۔ 11 ستمبر کے واقعات کے بعد پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دینے کے اندیشے کی وجہ سے ان غیر ملکی بروکریج ہاؤسز کی غیر ملکی مالک کمپنیوں نے پاکستان میں لگائے جانے والی اپنی

کروڑوں روپے کی سرمایہ کاری کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے ان بروکریج ہاؤسز کو فوری طور پاکستان میں کاروبار بند کرنے کا حکم دیدیا- اس حکم کے ملتے ہی کریسنٹ بینک کو حصص کے کار میں سٹے کے لئے ملنے والی رقوم ملنا بند ہو گئیں تو بنک کے حصص کے کاروبار کو فوراً بند کرنا پڑا- صرف ایک دن میں کریسنٹ کے دس روپے والی عمومی حصص کی قیمت کم ہو کر 5 روپے ہوگئی-

یہ الگ بات ہے کہ کریسنٹ انویسٹمنٹ ،سٹیٹ بنک آف پاکستان، ملک کے کمپنی لاز قوانین اور خود اپنی کمپنی کے میمورنڈم آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن کے خلاف ورزی کرتے ہوئے حصص مارکیٹ کے سٹے بازوں سے سود پر رقوم حاصل کر کے حصص کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا تھا-

پاکستان میں سرگرم عمل ملٹی نیشنل کمپنیاں

1998ء قائم شدہ اور سیز انڈسٹریز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے ممبران کی لسٹ مطابق چند ملٹی نیشنل کمپنیاں یہ ہیں- اے پی این ایبرو بنک، الکاٹل پاکستان لمیٹڈ، امریکن ایکسپریس بینک لمیٹڈ، اے این زی گرنڈلیز بک، بینک آف امریکا، بینک آف سیلون، بینک آف ٹوکیو پاکستان لمیٹڈ، این ٹی اینڈ ایس اے، بائیزر پاکستان لمیٹڈ، بیکام پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ، برو بانڈز پاکستان لمیٹڈ، برما آئل کمپنی، سیبا گائیگی، سٹی بنک، کوکا کولا، پیپسی، سیون اپ، سی پی سی رفحان لمیٹڈ، دودھا بینک، فیصل بینک فلپس پاکستان لمیٹڈ، سینڈوز پاکستان لمیٹڈ، شیل پاکستان لمیٹڈ، پاکستان لمیٹڈ، نیسلے اور لیور برادرز وغیرہ- اس رپورٹ میں بشمول مندرجہ بالا کمپنیوں کے کل ساٹھ کمپنیوں کا ذکر ہے-

ملٹی نیشنل کمپنیوں سے بچاؤ کے طریقے بذریعہ مقامی صنعتوں کا فروغ

پاکستان کے معروف صنعت کار شاہد کاردار اپنی کتاب ﴿پولیٹکل اکانومی آف پاکستان مطبوعہ 1987ء کے صفحہ 308 پر رقم طراز ہیں-

﴿موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے ٹرانس نیشنل کارپوریشنوں کو بند کر دینا زیادہ مفید رہے گا-﴾

(۱) ان کمپنیوں سے بچاؤ کے لئے بنیادی اور پہلا اصول یہ ہے کہ تمام صنعتوں کو فروغ دیا جائے جن کو اخبارات، رسائل، ٹی وی، ریڈیو اور اسٹیکرز کے ذریعے خوب مشتہر کیا جائے-

(۲) مقامی اشیاء جب مارکیٹ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہونے لگے گی تو ان کا حوصلہ مضبوط ہوتا چلا جائے گا- صنعتوں میں اضافہ ہوگا- بیرونی کمپنیوں کے بنسبت چونکہ قیمتیں کم ہوں گی اس لئے غریب اور مالدار ایک چیز استعمال کریں گے- اسی طرح مہنگائی کی شکایت بھی جاتی رہے گی- مقامی مصنوعات کے کارخانے وجود میں آنے سے لوگوں کے لئے نوکریاں فراہم ہوں گی- اور یوں ایک حد تک بیروزگاری میں کمی آئے گی-

(۳) بنیادی اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہود ونصاری جو ہمارے ازلی دشمن ہیں اور ہمارے خلاف ہمارے ہی پیسے سے دفاعی سامان تیار کر کے امت مسلمہ کے خلاف استعمال کرتے ہیں، ان کے فتنے کا سدباب ہو جائے گا- قومی پیسہ جب اپنے ہی عوام کے لئے استعمال ہوتا ہے- تو اس سے قومیں ترقی کرتی ہیں اور دنیا کے اندر اپنا ایک مقام بنا لیتی ہیں ایسا بلند مقام جس کو دیکھنے سے آنکھیں چندیا جاتی ہیں- پس اے میرے ہم وطنو! اگر ہم نے دنیا میں بحیثیت ایک مسلمان پاکستانی قوم کے زندہ رہنا ہے اور دوسرے اقوام سے اپنا وجود منوانا ہے تو ہمیں اپنے صنعت کاروں اور تاجروں کو بیرونی کمپنیوں، فرموں اور تاجروں پر ترجیح دینی ہوگی اس میں چنداں مشکل نہیں- ہیٹر، ریڈیو، فریزر، فریج، الیکٹرک واٹر کولر اور دوسری مختلف چیزوں میں کونسی ہائی ٹیکنالوجی استعمال ہوتی ہے- جو ہمارے مقامی انجینئر تیار نہیں کر سکتے اس لئے دو کام فوری طور پر کرنے کے ہیں-

(۱) حکومتی سطح پر ان کمپنیوں پر ٹیکس عائد کر کے غیر محسوس طریقے سے انہیں محدود کرنا- حکومت وقت کی اولین ترجیح ہونی چاہئے-

(۲) عوام میں شعور بیدار کر کے ان اشیاء کا بائیکاٹ اور قومی مصنوعات کا خریدنا جس سے بچت ہی بچت ہوگی-

اگر ہمت کرے پھر کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے -

Scanned with CamScanner

وفیات

پیر طریقت الشیخ حضرت مولانا قاری محمد طیب نقشبندیؒ صاحب نوراللہ مرقدہ

حضرت مولانا حکیم قاری محمد رفیق فاروقی

آپؒ کے والد ماجد حضرت مولانا عمر خطابؒ فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلاء میں سے تھے- جنہوں نے دارالعلوم سے فراغت کے بعد ہندوستان کے ضلع سورت مقام راندھیر میں دارالعلوم و عظیم جامع مسجد قائم فرما کر دین کی اشاعت میں زندگی وقف کی- اور وہیں وفات پا کر دارالعلوم کے احاطہ میں آخری آرام گاہ بنی جو کہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے پر بھی قائم و دائم ہے۔ حضرت مولانا عمر خطابؒ صاحب نے اپنے والد ماجد کی کرامات کی طرح حضرت مولانا قاری محمد طیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بعد ہی سے خرق عادت مادر زاد اولیاء کرام کی طرح آپؒ کی کرامات، حالات و واقعات مشاہدہ فرما کر آپؒ کو دین متین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا تہیہ کر لیا- اور آپؒ کو وقت کے ولی کامل شیخ القراء حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت نے آپ پر خصوصی توجہ دی اور صرف نو سال کی عمر میں آپؒ نے اپنے آبائی گاؤں شنکیاری میں قرآن پاک حفظ فرمایا۔ آپؒ کے مشفق استاد نے آپ کو تجوید وقرات کی تعلیم کے لئے مانسہرہ میں حضرت شیخ القراء قاری محمد تقی دہلوی کی خدمت میں خود ساتھ جا کر پیش فرمایا۔ حضرت شیخ مدظلہ العالیہ نے آپ کی ذہانت و خداداد صلاحیت کو دیکھتے ہوئے مزید خصوصی تربیت کے لئے آپ کو دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور حضرت شیخ المقری و شیخ العرب والعجم حضرت قاری محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ کو مدرسہ کی رہائش کی بجائے اپنے گھر میں اولاد کی طرح خصوصی توجہ کے ساتھ رہائش دی۔ اور تجوید وقرات کی تکمیل کی سند دی اور اپنی دعاؤں کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم کے لئے آپؒ کو جامع فرقانیہ راولپنڈی میں حضرت مولانا عبد الحکیم

صاحب نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے ابتدائی درس نظامی کی تعلیم یہاں حاصل کی۔ اور حضرت سیٹھی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسہ کے موقع پر آپؒ کی تلاوت سنی تو آپؒ کو اپنے ساتھ سرحد کا دورہ کرایا اور گلگت میں مدارس دینیہ کی ابتداء کا ارادہ کیا۔ تو آپؒ کو آپ کے اساتذہ کی اجازت سے گلگت بھیج دیا گیا۔ آپؒ نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے رفقاء کے ساتھ سینکڑوں حفاظ پیدا کئے۔ اور دعوت تبلیغ کے کام کی ابتداء بھی فرمائی۔ جب کام چل پڑا تو آپؒ نے اپنے اساتذہ کی خواہش اور والد گرامی کی چاہت سے درس نظامی کی تکمیل کے لئے ملک کی معروف درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا۔ اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی و صحبت میں دورہ حدیث میں اعلیٰ درجہ حاصل کیا۔ آپؒ نے اپنے اساتذہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی، حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحبؒ، حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے کراچی چڑیا گھر مین گیٹ صابری مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینا شروع کئے اور درجہ حفظ و تجوید وقرات کا مدرسہ شروع فرمایا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے وقت علاقہ موسیٰ کالونی کراچی میں علاقہ کی ضرورت اور مقامی احباب کے اصرار پر جامع مسجد کے لئے ذاتی جگہ حاصل کی۔ اور والد گرامیؒ کی چاہت پر آج تین منزلہ مسجد و عظیم مدرسہ قائم کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے دین کی اشاعت کے جذبہ سے شب و روز کی محنت و کاوش سے انتہائی غریب پسماندہ بستیوں کو چنا اور روحانی وجسمانی شاگردوں کو مختلف علاقوں میں عوام کی خدمت پر مامور کیا۔ آپؒ نے پاکستان کے چاروں صوبوں کے ساتھ ساتھ برما، بنگلہ دیش اور افغانستان میں مساجد و مدارس دینیہ کے قیام چیرٹی ہسپتالوں کے لئے ادویہ، مستحقین کے لئے تعاون کے ساتھ ساتھ صاف پانی کی ترسیل اور غرباء کے لئے مکانات اور یتیم بچیوں کو باعزت جہیز کے ساتھ شادیاں کرانے کو اپنا فرض سمجھا۔ آپؒ نے جہاد افغانستان میں خصوصی دلچسپی لیکر جانی، مالی، زبانی تعاون کے ساتھ حصہ لیا۔ آپ کے ایک صاحبزادے حافظ محمود الحسن متعلم درجہ سادسہ نے مزار شریف افغانستان کے معرکے میں کارہائے نمایاں انجام دے کر جام شہادت نوش فرمایا۔ اور دوسرے صاحبزادے حافظ محمد زکریا نے ... اپنے بائیں بازو کا نذرانہ پیش کیا۔ آپؒ نے حضرت والد گرامی کی طرح تجارت کو اختیار کیا۔

Scanned with CamScanner

دین کو معاشی حصول کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک طب اسلامی یونانی کے دواخانے قائم کیے۔ آپؒ نے ضلع مانسہرہ میں اپنے آبائی علاقہ کی ضرورت کی پسماندگی کو دیکھتے ہوئے صوبہ سرحد کے علماء کرام ومشائخ عظام کے اصرار پر علاقہ کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت والدگرامی کا خرید کردہ قطعہ اراضی، والدگرامی کا تعمیر کردہ 14 چودہ کمروں پر مشتمل مکان کو جامع عمر خطاب للبنات الفاروقی ویلفیر ٹرسٹ اور عظیم الشان جامع مسجد وہسپتال کے لئے وقف فرمایا۔ اپنے دواخانوں کی آمدن کو ان منصوبوں کے لئے وقف فرمایا۔ آپ کی دلی منشاء وچاہت پر جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر گزشتہ ماہ شعبان معظم میں حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدیر اعلی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، والدگرامی کے رفیق خاص عارف باللہ حافظ فیروز الدین لدھیانوی خلیفہ مجاز حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ وحضرت شیخ قطب الاقطاب پیر طریقت حضرت خواجہ مولانا عبدالحئی قریشی صاحب وصوبہ سرحد کے جید علماء کرام اور اولیاء عظام کی معیت میں مسجد کا افتتاح کرایا۔ آپؒ طبی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اور انکے استاذ محترم حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی کی خواہش وچاہت ہوتی تھی کہ جو طلباء دورہ حدیث کی تکمیل کریں وہ گارڈن جاکر مولانا طیب نقشبندی صاحب سے روحانی علوم حاصل کریں۔ تاکہ امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ علاقہ کی روحانی ضرورت پوری کرسکیں۔ اور بدعتیوں، رافضیوں، ذکریوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔ الحمدللہ علماء کرام کے لئے شارٹ کورسز جاری وساری ہیں۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں علمائے کرام فی سبیل اللہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کا تقوی پرہیزگاری دیکھ کر شیخ المشائخ حضرت قبلہ گاہ خواجہ مولانا عبدالحئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی صاحبزادہ کا رشتہ آپ کو دیا اور روحانی مدارج طے کراکر آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندی میں خلافت سے نوازا اور حلقہ ذکر وفکر پورے ملک میں قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ کی خصوصی توجہ سے روحانیت کے اعلی مقام پر فائز ہوئے۔ حضرت شہید الاسلام قطب عالم حضرت علامہ محمد یوسف لدھیانویؒ ہزارہ ڈویژن کے دورے کے موقع پر جامعہ عمر خطاب شنکیاری تشریف لائے اور طالبات سے خطاب کیا۔ اور آپؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے چاروں سلسلوں میں خلافت سے نوازا۔ آپ نے

حضرت بنوری، حضرت درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ، حضرت ڈاکٹر حبیب اللہ شہید، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ صاحب، حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان صاحبؒ و اکابرین کے ساتھ ملکی تمام تحریکات میں شانہ بشانہ کام کیا۔ سواد اعظم اہل سنت پاکستان کی تحریک حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا اسفندیار صاحب مدظلہ العالیہ، حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے کراچی ڈویژن کی امارت آپؒ کے سپرد ... ۷۷ اکابرین تحریک کے دوران سنٹرل جیل کراچی میں پابند سلاسل ہوئے تو پورے ملک ... تحریک کی بھاگ دوڑ آپ کے ذمہ لگائی گئی۔ آپ نے اپنے فرائض نہایت احسن طریقے سے ... ہوئے۔ آپؒ نے اپنے مخلص رفقاء حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب، حضرت علامہ مفتی ... خان صاحب، حضرت مولانا حکیم قاری عمر خطاب صاحب نقشبندی، حضرت مولانا حکیم قاری ... رحمٰن صاحب ممبر قومی اسمبلی، حضرت مولانا محمد طیب کشمیری صاحب، حضرت مولانا قاری محمد امین ... صاحب، حضرت مولانا فیض اللہ آزاد صاحب حضرت مولانا فیض اللہ نقشبندی صاحب، حضرت ... عبدالعزیز خان خلجی ایڈووکیٹ، حضرت مولانا حسان اللہ ہزاروی صاحب ممبر قومی اسمبلی، قاری اللہ ... صاحب، شیخ الحدیث مفتی نعیم صاحب، مولانا سیف اللہ ربانی صاحب ودیگر علماء کرام کے ساتھ نہ جھکنے اور نہ دبنے والی علماء دیوبند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صوبائی تمام مطالبات منظور کرائے۔ آپؒ نے ساری زندگی دین کے لئے شب وروز جانفشانی کوشش، محنت اور جدوجہد کی۔ ... ایک ایک سال تک سوائے علماء کرام کی ملاقات وسفر کے مسجد سے باہر نہیں جاتے تھے۔ دنیا سے بے رغبتی دنیا اور دنیا والوں سے دور رہتے تھے۔ نام نمود شہرت، ریاکاری، مووی فوٹو تصاویر سے سخت نفرت تھی۔ آپؒ نے فوت ہونے سے ایک دن قبل فاروقی دواخانہ گارڈن میں اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاری حکیم محمد رفیق فاروقی کو اپنے پاس بلا کر کچھ ضروری امور پر تبادلہ خیال کیا۔ تمام ... آپ کے سپرد کیں۔ دوسرے دن حسب معمول جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز جمعہ ... کرام کے آئے ہوئے وفود سے ملاقاتیں کیں۔ بعد از نماز عشاء رات تقریباً 11 بجے تک اہل

Scanned with CamScanner

خانہ سے ضروری حالات پر بات چیت کی۔ پھر اپنے چھوٹے بھائی قاری محمد طاہر فاروقی سے بھی میں آدھ گھنٹہ ٹیلی فون پر مدرسہ، الفاروقی ویلفیئر ٹرسٹ اور جامعہ مسجد کے ضروری معاملات سمجھائے رات 12 بجے آرام کے لئے لیٹ گئے۔ سوا ایک بجے پھر اٹھ گئے۔ والدہ محترمہ جاگ رہی تھیں انہوں نے آپؒ سے عرض کیا کہ آپ سوتے نہیں ہیں۔ آپؒ نے فرمایا مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔ پھر وضو تازہ کیا، تہجد ادا فرمائی پھر والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالی میری مغفرت فرمائے۔ والدہ محترمہ نے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا یہ دعا بھی فرمائیں کہ اللہ تعالی عذاب قبر کو دور فرمائے۔ یہ دعا ختم ہوئی تھی کہ کمرہ سے بھابھی صاحبہ نکلیں اور کہا کہ آج تو سے آپ نے آرام نہیں کیا۔ آپ لیٹ جائیں میں اے۔سی کھولتی ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ قبر میں بھی اے،سی لگوادو گئی۔ پھر کفن کے بارے میں فرمایا کہ گھر میں کفن رکھا کریں۔ اور اس دوران آپ نے فرمایا کہ میری طبیعت خراب ہورہی ہے۔ آپ کو سہارا دیا۔ آپؒ نے دونوں ہاتھ معانقہ کے لئے آگے بڑھائے واللہ اعلم کس سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ شہادت کی انگلی اوپر کر کے کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھ کر فوراً ہاتھ نیچے رکھ دیا اور ہلکا سا سانس لیکر آنکھیں بند کردیں اور چند لمحوں کے اندر رات 2 بجے خالق حقیقی سے جا ملے۔ کراچی کے احباب وعلماء کرام کے اصرار پر صبح پونے 9 بجے علامہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب نے ہزاروں سوگواروں علماء کرام وطلباء کی موجودگی میں نماز جنازہ پڑھائی۔ ڈاکٹر صاحب نے جب کاندھا دیا تو فرمایا کہ آج ہم مشفق مہربان ولی کامل بزرگ کی شفقت سے محروم ہوگئے۔ پھر 12 بجے کراچی سے شاہین ائرلائن سے ان کے آبائی گاؤں مکڑیا شنکیاری ضلع مانسہرہ لے گئے۔ آپؒ کے آبائی گاؤں میں بھی ہزاروں علماء کرام مشائخ عظام وعقیدت مندوں نے آپؒ کے مرشد حضرت اقدس شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالحیٔ صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی امامت میں بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا فرمائی اور ہزاروں اشکبار آنکھوں نے عشاء تک دیدار کیا۔ اس کے بعد جامعہ مسجد عمر خطابؓ کے احاطہ میں آپؒ کی پسند کی ہوئی جگہ پر سپرد خاک کردیے گئے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجاہے کہ اللہ تعالی آپؒ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حاجی عبداللہ جان مرحوم

پچھلے دنوں جامعہ عثمانیہ کی شوری کے رکن حاجی عبداللہ جان صاحب انتقال کر گئے۔ مرحوم ے دیندار، ہنس مکھ، اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ بچپن سے دیندار اور نمازی تھے۔ 1951ء میں میٹرک کیا اور محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ لیکن جلد اکتا گئے۔ اس کے بعد پاکستان ئورٹر میں سٹور کیپر بھرتی ہوئے۔ لیکن جلد وہاں سے بھی طبیعت اچاٹ ہوگئی۔ اس کے بعد کراچی ریک پشاور میں ادویات کا کاروبار شروع کیا۔ اور اسی سے منسلک رہے۔ چونکہ طبیعت میں دینداری نی اور بچپن سے نمازی تھے تو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بھی نمازی بن گئے تھے۔ پشاور کے بڑے ے علماء کے ساتھ تعلق تھا۔ اپنی دیندار طبیعت کی وجہ سے جامعہ عثمانیہ کے معاون اور اس کی شوری کے رکن بن گئے۔ اور مرتے دم تک جامعہ کی ہر قسم کی خدمت سے گریز نہیں کیا۔ موصوف نے 9 مئی روز جمعہ کو وفات پائی۔ ان کی وفات جامعہ کے لئے ایک سانحہ ہے۔ اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت رمائے اور جامعہ عثمانیہ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔

بیشک نیکی کا ثواب مومن کی موت کے بعد جاری رہتا ہے۔ وہ علم ہے جو اس نے پھیلایا ہو یا نیک بیٹا جو اس نے چھوڑا۔ یا قرآن جو اس نے وراثت میں چھوڑا یا مسجد بنوائی، مسافروں کیلئے کوئی سرائے بنوائی، کوئی نہر جاری کروائی، یا صدقہ جو اس نے اپنی صحت میں اپنے مال میں سے نکالا ہو۔ تو اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے گا۔

ابن ماجہ

Scanned with CamScanner

مجلس شوری کا سالانہ اجلاس

مولانا تحمید اللہ جان

الحمد للہ جامعہ عثمانیہ اپنا رواں تعلیمی سال نمبر 11 مکمل کرنے والا ہے- 11 سال قبل سے تاحال جامعہ اپنے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اب اپنی مکمل شکل میں قائم ہے- یہ جامعہ کی تاسیس میں اخلاص کا نتیجہ ہے- یہ حقیقت ہے کہ ہر اسلامی تحریک یا کسی ادارہ کی اعلی نظم اور بہتر ترقی کے لئے شورائی نظام کا قیام ناگزیر ہے- جامعہ عثمانیہ کی بھی مجلس شوری قائم ہے جو مخلص، ہمدرد اور بے لوث خدمت کرنے والے ارکان پر مشتمل ہے-- جس کا سالانہ اجلاس جامعہ ہذا میں منعقد ہوتا ہے۔

حسب سابق امسال بھی مجلس شوری کا اجلاس مورخہ 24 اگست 2003ء/ ۱۴۲۴ھ بروز پیر بوقت صبح دس 10 بجے زیر صدارت حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب سرپرست اعلی جامعہ ہذا منعقد ہوا- تلاوت کلام پاک کے بعد رکن مجلس شوری جناب حاجی غیاث الانام صاحب نے اپنے منظوم کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا - بعد ازاں جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے حاضرین کو استقبالیہ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا= میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اپنی اہم مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ عثمانیہ کے اس اجلاس کو اہمیت دیکر تشریف لا چکے ہیں- آج سے گیارہ سال قبل 11 اکتوبر 1992ء کو ایک چھوٹی سی مسجد اور 5 کمروں سے جامعہ عثمانیہ کا افتتاح ہوا تھا- اس وقت یہاں پیش امام قاری عبدالرحمٰن کے ساتھ پانچ طالب علم رہائش پذیر ہوتے تھے- درجہ حفظ میں ٦ اور درجہ ناظرہ میں ۵۰ لڑکوں کو داخلہ دیکر پڑھائی کا آغاز کیا گیا- جامعہ عثمانیہ کے لئے جائیداد وقف کرنے والی خاتون کے اخلاص کے ساتھ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی شب و روز محنت سے بحمد اللہ آج یہ مکمل جامعہ کی شکل میں موجود ہے- درجہ حفظ، درجہ اولی سے لیکر تا دورہ حدیث اور بشمول تخصص فی الفقہ کے تمام درجات موجود ہیں- جو کہ ایک غیر معمولی ترقی ہے- ۲۴ دسمبر ۱۹۹۲ء کو مجلس شوری کا پہلا اجلاس ہوا تھا-- جس میں چند حضرات شریک ہوئے تھے- اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے- جامعہ عثمانیہ وفاق المدارس العربیہ ملتان بورڈ کے ساتھ ملحق ہے-- جس طرح مختلف مدارس مختلف

مکاتب فکر کے بورڈز کے ساتھ ملحق ہیں- الحمد للہ جامعہ اس بورڈ میں پورے پاکستان کی سطح پر پوزیشن لیتا آرہا ہے-

حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے گذشتہ سال کے بجٹ کی کارگزاری مختصر طور پر سنا دی تا کہ حاضرین کو گذشتہ کارکردگی مستحضر رہے۔ بعدازاں رئیس جامعہ حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے حمد وصلوۃ کے بعد بجٹ کی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا-

محترم حاضرین! میں اس محفل اور اجلاس کے حوالے سے کہوں گا کہ آپ حضرات کی یہ حاضری ہمارے پورے سال کے لئے سرمایہ ہے= اس لئے کہ مجلس شوری جو تجویز پیش کرے گی اور جس نتیجہ پر پہنچے گی- وہ بات الہامی اور القائی حقیقت ہوا کرتی ہے- اس میں خیر ہوتی ہے جیسا کہ پچھلے سال چلڈرن اکیڈمی کو اپنی خواہش کے باوجود ہم نے شوری کے فیصلے کو سامنے رکھتے ہوئے مؤخر کیا۔ ایسا ہی بجٹ پر دستخط کر کے اللہ تعالی کے دربار میں مشترکہ درخواست پیش کی جاتی ہے۔ جس کو شرف قبولیت ملتی ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالی سے مزید قبولیت کی دعا کروں گا- آج مجلس شوری کے ایجنڈے میں درجہ ذیل امور اہم ہیں-

(۱) سال گزشتہ ورواں کی کارکردگی رپورٹ-

(۲) مجلس تعلیمی کی تجاویز پر غور-

(۳) جامع مسجد عبداللہ بن مسعود کی رپورٹ-

(۴) تعلیمی سال نمبر 12 کیلئے طلباء کی تعداد اور اخراجات-

پچھلے تعلیمی سال نمبر 10 میں آمد و خرچ کی تفصیل بتاتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا- ہمارے پاس گذشتہ سال کل طلبہ و طالبات 330 + 65 = 395 تھے- اس سال کا تخمینی بجٹ 42,89,674 روپے تھا- اور ہمارے کل اخراجات 43,64,490 روپے آئے- جن کی تفصیل یوں ہے-

بجلی کی مد میں	2,11,350	روپے خرچ ہوئے
تنخواہ " "	9,74,160	روپے خرچ ہوئے

Scanned with CamScanner

تعمیرات " " "		15,27,859	روپے خرچ ہوئے
ٹیلی فون" " "		37,884	روپے خرچ ہوئے
ڈاک" " "		11,363	روپے خرچ ہوئے
سٹیشنری" " "		45,965	روپے خرچ ہوئے
ضیافت" " "		49,506	روپے خرچ ہوئے
کتب" " "		84,429	روپے خرچ ہوئے
مطبخ " " "		10,83,189	روپے خرچ ہوئے
متفرقات" " "		1,68,935	روپے خرچ ہوئے
آمدورفت" " "		97,441	روپے خرچ ہوئے
العصر " " "		72,409	روپے خرچ ہوئے

بجلی، تعمیرات اور مطبخ تینوں اہم کھاتے مہنگائی کی وجہ سے متاثر رہے- پھر بھی کتب کی خریداری نہ ہونے کی وجہ سے بجٹ مجموعی طور پر 74816 روپے سے متاثر رہا- غیر مرئی حالات کی وجہ سے یہ اضافہ آیا- گذشتہ سال کی آمدنی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا-

گذشتہ سال کی آمدنی:-

گزشتہ سال کی آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے-

صدقات واجبہ کی مد میں کل آمدنی	24,21,462	روپے ہوئی
عطیات " " "	22,29,758	روپے ہوئی
العصر" " "	8,678	روپے ہوئی
کل آمدنی	4659,898	روپے ہوئی
کل اخراجات	43,64,490	روپے ہوئے
بقایا بچت	2,95,408	روپے ہوئی

اس میں سے تعلیمی سال نمبر 10 کا قرضہ 58,156 روپے منہا کرنے کے بعد 2,37,252 روپے رہ گئے- گذشتہ سال جامعہ کو اخراجات منہا کرنے کے بعد یہ بچت ہوئی-

مجلس معائنہ کی رپورٹ :-21 اگست کو مجلس معائنہ کے ارکان جناب عبدالمتین صاحب، حاجی محمد حسین صاحب، جناب عبیداللہ صاحب اور حاجی غیاث الانام صاحب نے بجٹ کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد مرتب کردہ رپورٹ پر اپنے دستخط ثبت کر دیے- جبکہ حاجی عبداللہ مرحوم کی خدمات سے جامعہ محروم رہا- اللہ تعالی مرحوم کو درجات عالیہ نصیب فرمائے-

سال رواں کی کارگزاری:-

حضرت مفتی صاحب نے سال رواں یعنی تعلیمی سال نمبر 11 کے اخراجات جو شوال کے مہینے سے لیکر جمادی الاول تک یعنی آٹھ مہینوں کے گوشوارے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا-

سال رواں تعلیمی سال نمبر 11 کے اخراجات کی تفصیل:-

آٹھ مہینوں میں بجلی کی مد میں	1,23,049 روپے خرچ ہوئے
" " تنخواہ کی مد میں	6,93,120 روپے ہوئے-
" " تعمیرات کی مد میں	8,38,718 روپے ہوئے-
" " ٹیلیفون کی مد میں	30,174 روپے ہوئے-
" " ڈاک کی مد میں	5,855 روپے ہوئے-
" " سٹیشنری کی مد میں	45,321 روپے ہوئے-
" " ضیافت کی مد میں	36,967 روپے ہوئے-

" " ٹیلیفون کی مد میں	30,174 روپے ہوئے-
" " ڈاک کی مد میں	5,855 روپے ہوئے-
" " سٹیشنری کی مد میں	45,321 روپے ہوئے-
" " ضیافت کی مد میں	36,967 روپے ہوئے-

Scanned with CamScanner

" " کتب کی مدمیں 29,597 روپے ہوئے۔

" " مطبخ کی مدمیں 9,84,799 روپے ہوئے۔

" " متفرقات کی مدمیں 1,16,544 روپے ہوئے۔

" " آمدورفت کی مدمیں 1,10,204 روپے ہوئے۔

" " العصر کی مدمیں 47,345 روپے ہوئے۔

تو مجموعی اخراجات 30,61,693 روپے ہوئے۔

جبکہ صدقات واجبہ کی مدمیں 13,25,079 روپے آمدنی ہوئی۔

عطیات کی مدمیں 11,05,263 روپے " " "

العصر کی مدمیں 14,770 روپے " " "

تو مجموعی طور پر آمدنی 24,45,112 روپے ہوئی - یوں مدرسہ تا حال 6,16,581 روپے مقروض رہا - جس میں سال گذشتہ کی بچت منہا کرنے کے بعد 3,79,329 روپے قرض رہ گئے - اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اپنے دست غیب سے ضرور مدد فرمائیں گے - کیونکہ قرض کی وہ توفیق دینے کے بعد ادائیگی میں ضرور مدد کرتا ہے۔

جامعہ کی مجلس تعلیمی کی میٹنگ میں شوری کے اجلاس کے لئے پیش کردہ تجاویز:-

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ 13 اگست بروز بدھ مجلس تعلیمی یعنی جامعہ کے اساتذہ کرام کا اجلاس ہوا - جس میں مندرجہ ذیل امور کی سفارش کی گئی -

ا - جامعہ کی شاخ پبی میں درجہ ثالثہ کا اضافہ کیا جائے - جو کہ گزشتہ سال تعلیمی مصلحت کی خاطر نہ ہوسکا - اسی بناء پر 45 طلبہ کا اضافہ ہوسکتا ہے۔

۲ - شعبہ بنات میں کلاس درجہ عالیہ کا اضافہ ہونا چاہیئے ۔ جس کی بناء پر 30 طالبات کا اضافہ ہوگا۔ یوں مجموعی لحاظ سے 45+30=75 طلبہ و طالبات کی تعداد کا اضافہ ہوگا - تو سابقہ طلبہ و طالبات

بت آئندہ سال 415+115= کل تعداد 530 ہوگئی -

۳ - ان دونوں درجات کے اضافہ سے دو اساتذہ کی تقرری کی ضرورت بھی محسوس کی گئی -

۴ - طلبہ کو تجوید و قرات سے روشناس کرانے کے لئے ایک مجود قاری کی ضرورت بھی محسوس کی گئی - جو طلباء کو مختلف درجات کے ساتھ ساتھ تجوید و قرات پڑھایا کریں گے -

۵ - سیکورٹی کے نظام کو مستحکم کرنے کی خاطر 4 چوکیداروں کی ضرورت کی تجویز پیش کی گئی دو چوکیدار مرکز کے لئے اور دو چوکیدار پبی شاخ کے لئے -

تعلیمی سال نمبر 12 کا تخمینی بجٹ :-

حضرت مفتی صاحب نے آئندہ سال کے لئے تخمینی بجٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا - کہ 45 طلبہ کے اضافے کی وجہ سے مطبخ کے اخراجات پر کافی فرق پڑے گا - نیز دو اساتذہ ایک قاری اور چار چوکیداروں کی تقرری سے تنخواہ کا کھاتہ بھی متاثر ہوگا - اس کے علاوہ آئندہ سال ہنگامی اضافہ کرنے سے بھی کافی فرق پڑے گا - ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ سال یعنی تعلیمی سال نمبر 12 کا تخمینی بجٹ درج ذیل ہوگا -

آئندہ سال بجلی کا تخمینی خرچہ	1,99,919	روپے ہوگا
" " تنخواہ " "	11,88,960	روپے ہوگا
" " تعمیرات " "	15,95,196	روپے ہوگا
" " ٹیلیفون " "	47,600	روپے ہوگا
" " ڈاک " "	44,405	روپے ہوگا
" " سٹیشنری " "	69,653	روپے ہوگا
" " ضیافت " "	44,700	روپے ہوگا
" " کتب " "	3,00,000	روپے ہوگا
" " مطبخ " "	2,57,292	روپے ہوگا
" " متفرقات " "	75,978	روپے ہوگا

آمدہ سال آمدنی کا تخمینی خرچہ	1,43,300	روپے ہوگا
،، ،، اصرف ،، ،،	10,8,000	روپے ہوگا
آمدہ سال مجموعی اخراجات کا تخمینہ	50,75,003	روپے ہوگا۔

جامع مسجد (عبداللہ ابن مسعودؓ) کے تعمیراتی منصوبے کا جائزہ

مسجد کی تعمیر کی ضرورت کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ طلبہ کے اضافے کے ساتھ ساتھ ہماری ضرورت پرانی جگہ سے پوری نہیں ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی یہاں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے نئی مسجد کی تعمیر کی اشد ضرورت تھی۔ اس کا خرچہ گزشتہ سال بجٹ سے [illegible] رکھا گیا۔ جبکہ [illegible] اس پر مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق خرچہ آیا ہے۔

سیمنٹ	4,27,263	روپے
ریت بجری	1,50,500	روپے
سریا	9,38,289	روپے
اینٹ	40,000	روپے
کرایہ	8,012	روپے
شٹرنگ	76,798	روپے
خورد و نوش	2,798	روپے
مزدوری	3,45,362	روپے
خریداری مشین وغیرہ	1,46,075	روپے

تو مجموعی طور پر 20,95,167 روپے کا خرچہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اعتماد کرتے ہوئے کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ جو رقم آئے گی۔ خرچ کی جائے گی۔ اس طرح کو بجٹ میں [illegible] ہمارے لئے دشوار ہوگا۔

ان تمام تفصیلات کے بیان کے بعد مفتی صاحب نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے [illegible]

[illegible] مفتی صاحب نے بھی [illegible] قرآن سے اور حدیث سے [illegible]

ازاں بعد مجلس شوریٰ کی تجاویز [illegible]

[illegible] کا جواب [illegible]

[illegible] صاحب نے [illegible] مختصر خطاب فرمایا [illegible]

[illegible] کے ساتھ مجلس شوریٰ کا [illegible] اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ [illegible]

[illegible] کیا گیا۔

العلماء ورثة الانبياء

کی مصداق وہ علماء ہیں جن کا دل حب دنیا سے مستغنی اور ان کا بدن حق کا امین ہو۔

محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

یاد حیات

مولانا حسن جان صاحب
قرابر

كنيسة القيامة

کنیسۃ القیامہ میں قبر عیسی ''مزعوم'' کے ساتھ ایک پادری سے پوچھا، کہ ''یہ یسوع کی قبر
تو اس نے کہا ''ہاں'' میں نے کہا یہ کیا واقعہ ہوا تھا؟ تو اس نے کہا تم نے انجیل نہیں پڑھی، اسمیں
ہوا ہے، کہ یہودی بادشاہ نے اس کو قتل کرایا اور پھر سولی پر چڑھایا، اور تین دن لٹکانے کے بعد ہم
یہیں دفن کرایا۔ اور پھر دفن کے تین دن بعد اوپر آسمان گئے اور اپنے باپ کے ساتھ عرش معلی پر ا
طرف بیٹھ گئے، العیاذ باللہ۔ تو میں نے کہا کہ آپ اب خالی قبر کی چوکیداری کرتے ہیں، خالی قبر
مانگتے ہیں، تو وہ خاموش ہو گئے، اور میں نے قصداً یہ بات اسلئے پوچھی تھی، کہ ایک طرف عیسائی
ہیں، کہ ہمارے خدا کے بیٹے یسوع کو یہودیوں نے مروا دیا ہے، دوسری طرف یہودیوں کی پشت
کرتے ہیں۔ پادری وغیرہ جتنے لوگ قبر کی زیارت کے لئے آتے ہیں گرجے کے اندر تو قبر کی طرف
اشارہ کرتے ہیں اور اسپر موم بتیاں جلاتے ہیں۔ اور قبر کے اوپر ڈالرز وغیرہ نذرانہ رکھتے ہیں۔ اور
بھی ہماری خوانین کی قبروں کی طرح مسطح سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اور ہمارے ہاں جو
مزارات کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہ سب کچھ عیسائی اور ہندوانہ رسم و رواج ہیں۔ جو جاہل مسلمانوں
اپنایا ہوا ہے۔

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ ایک گرجا نما شکل میں ہے۔ جس کی لمبائی محراب کی طرف زیادہ ہے۔ تقریباً
پیلرز ہیں اور چوڑائی کی مقدار بارہ پیلرز ہیں، منبر شریف شجرۃ الارز سے بنا ہوا ہے۔ اور کافی اونچا

اور عجیب بات یہ ہے، کہ اسمیں کوئی کیل اور پیوند نہیں۔ ایک ہی درخت کے تنے سے بنا ہوا ہے
جو صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ علیہ کی یادگار ہے، اور بائیں طرف دیوار کے ٹائلز میں سلطان صلاح
الدین ایوبی کا چہرہ، پگڑی اور جسم کا اوپر حصہ، تین چار گز کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔ اور نزدیک جاکر
دیکھنے سے صرف ٹائلز نظر آتے ہیں اور اس کے ساتھ محراب مریم بھی ہے۔ میں نے وہاں پر قرآن مجید
کا ختم بھی کیا، جبکہ سیاحین دیکھنے کیلئے اندر آتے اور فوٹو لیتے تھے۔ افسوس کی بات یہ تھی کہ مدینہ منورہ
کی مسجد نبوی میں نمازی اور ذاکرین کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ اور وہاں مسجد اقصیٰ میں بمشکل ایک صف
نمازی ہوتے تھے۔ اور وہ بھی اکثر باہر کے لوگ ہوتے تھے۔ جبکہ اس کے چھوٹے چھوٹے راستوں
میں مرد اور عورتیں عریاں لباس میں چکر لگاتے سیر و سیاحت کرتے ہوئے اور فوٹو گرافی کرتے ہوئے
نظر آرہے تھے۔ خطیب صاحبان جامعۃ الازہر کے پڑھے ہوئے ازہری پگڑی باندھے ہوئے
کوٹ میں نماز پڑھاتے ہیں، جن کے چہرے صاف ہوتے تھے۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

باہر جاکر پاکستانی مسلمانوں کو اپنے علماء کرام کی قدر محسوس ہوتی ہے۔

عمان

اردن سے بذریعہ ٹیکسی عازم دمشق، شام ہو گئے۔ دونوں ملکوں کے بارڈر پر چیکنگ کے بعد
تقریباً پانچ گھنٹے میں دمشق پہنچے جو عمان سے براہ سڑک تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ دمشق کے
ایک ہوٹل میں قیام رہا۔ جامع اموی جو ولید بن عبدالملک نے ۸۰ ہجری میں بنوائی تھی، قابل دید ہے
درمیانی صف کی جگہ پر شیشہ بند قبر ہے جو کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، اور صحن سے
باہر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اور ساتھ عماد الدین دفن ہیں۔ بائیں طرف کے برآمدے میں حضرت
حسین کا سر مبارک دفن ہے، میں نے حضرت حسینؓ کے سر کی زیارت کی تو دل میں کہا کہ ''یہاں اس
سے بڑی شخصیت حضرت یحییٰ علیہ السلام پیغمبر کا سر بھی دفن ہے، جو ہیرودس یہودی بادشاہ نے اپنے
ایک پولیس کے ذریعہ بیروت میں ذبح کرایا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کو بادشاہ کے

سامنے لایا گیا، اور تنہ جسم کا باقی حصہ وہاں بیروت میں دفن کیا گیا، جس طرح حضرت حسینؓ کا یہاں اور جسم کا باقی حصہ کربلا میں دوسرے شہداء کے ساتھ دفن ہے۔'' دنیا میں بہت سے صالحین پر انبیاء کرام کے ساتھ اس قسم کا ظلم ہو چکا ہے۔ حضرت یحیٰیؑ کا سر اور حضرت حسینؓ کا سر دونوں کا ایک جگہ پر اکٹھا ہونا حضرت حسینؓ پر رونے والوں کے لئے جائے عبرت اور صبر ہے۔

دمشق

دمشق کے بڑے بازار سوق الحمیدیہ میں یزید کے ایک نیک اور صالح فرزند ارجمند کا مزار ہے۔ جس کا نام دادا کے نام پر حضرت معاویہ تھا۔ یزید کے بعد جب وہ سربراہ سلطنت ہو گئے۔ تو تین ماہ کے بعد اس نے سلطنت کو لات ماری کہ آپ لوگوں نے اس سلطنت کیلئے جگر گوشہء رسول مقبول حضرت حسینؓ کو قتل کرایا ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

جب مروان والی مدینہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ فوراً دمشق گئے اور خاندان کے لوگوں کو جمع کر کے اپنی خلافت کا اعلان کر گئے۔ اور اس طرح بنوامیہ برسر اقتدار آ گئے۔ حضرت معاویہ بن یزید بن معاویہ جلدی وفات بھی پا گئے اور اس کا مزار محفوظ ہے، جس پر عربی کی یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

"ھذا ضریح معاویته بن یزید بن معاویة محب آل الرسول الکریم" مرکز تبلیغ جامع عبدالرحمٰن کی زیارت بھی کی اور وہاں خطیب نے دعوت کا انتظام بھی کیا۔

دمشق شہر کے چاروں طرف انجیر اور زیتون کے باغات تقریباً ۲۵ میل تک پھیلے ہوئے ہیں، دمشق شہر کے مغرب میں ایک پہاڑ ہے، جس سے پورا شہر نظر آتا ہے، میں نے حضرت الاستاذ مولانا شمس الحق افغانی سے سنا ہے کہ دمشق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا۔ جس کے نام پر اس شہر کی تقریباً ۴ ہزار سال پہلے بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور اس کے دوسرے بھائی کا نام مدین تھا۔ یہ دونوں حضرت بی بی قنطوراء کی اولاد ہیں۔ جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی تھی۔ پہلی بیوی کا نام سارا ہے، جس کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہو گئے تھے۔ اور وہ یہودی اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کی ماں ہے۔ دوسری کا نام ہاجرہ ہے۔ جو کہ مصری بیوی تھی اور اس کے بطن سے

حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہو گئے تھے۔ جو ہمارے نبی کریم ﷺ اور عربوں کی ماں ہے۔ اور تیسری بیوی کا نام حضرت قنطوراء ہے جس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ دمشق اور مدین۔ اور مدین پٹھانوں اور افغانوں کے جدامجد ہیں اور اس بنا پر عرب اسرائیل اور افغان اقوام حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور آپس میں چچیری بھائی ہیں۔

شام جا کر معلوم ہوا کہ لوگ صرف دمشق شہر کو شام کہتے ہیں۔ اور بس والے بھی شام شام کی آوازیں دے رہے تھے۔ باقی تمام ملک کو سوریا کہتے تھے۔ شہر دمشق کے بعض مقامات اور مزارات بہت قابل دید ہیں۔ مثلاً مکتبۃ الظاہریۃ دمشق جو سلطان ظاہر بیبرس نے بنایا ہے۔ اور اس کی قبر بھی اندر موجود ہے۔ اور ان کی وفات ۶۶۲ھ میں ہوئی تھی، یہ کتب خانہ دو منزلہ ہے جس میں صرف مخطوطات آٹھ ہزار ہیں۔ امام احمدؒ، حافظ ابن تیمیہؒ وغیرہ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے رسالے اور مخطوطات کے علاوہ صحیفہ ہمام بن منبہ متوفی ۹۵ھ از روایت ابی ہریرہؓ بھی اپنی حالت پر اس میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ مقبرہ باب الصغیر میں مزار سیدنا بلالؓ عبداللہ بن جعفر الطیار اور زینب الصغریٰ الملقبہ ام کلثوم زوجہ حضرت عمر فاروقؓ اور سکینہ بنت الحسینؓ اور امام فخر الدین رازیؒ شیخ ابن عربی امام التصوف اور ۱۶ رفقائے حضرت حسینؓ اور مزار سیدنا عبداللہ بن ام مکتومؓ وغیرہ بھی قابل دید زیارت ہیں۔

جن مشائخ کرام سے دمشق میں ملاقات ہوئی تھی ان میں شیخ سعید البرہانی الحنفی، شیخ عبدالوہاب حافظ دبس وزیت الحنفی، شیخ عبدالرحمٰن الزغبی الشافعی شیخ بہجۃ البیطار السلفی وغیرہ شامل ہیں اس وقت شام کا مفتی اعظم شیخ احمد کفتار شافعی تھے۔ مگر سرکاری مذہب احناف ہی کا ہے۔ اور مدارس میں فقہ حنفی کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

قریہ بصری الحریر

قریہ بصری الحریر بھی گئے۔ جو تقریباً ۱۰۵ میل کے فاصلے پر دمشق کے جنوب میں واقع ہے ہمارے میزبان مکرم ابراہیم محمد الحریری کی دعوت پر ان کے مہمان رہے۔ وہاں ایک جامع مسجد میں حضرت

الیسع دفن ہیں۔ بصری الحریر تک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سفر شام برائے تجارت اپنے عم ابوطالب کے ساتھ نبوت سے پہلے ہو چکا ہے۔

قریہ بصری الحریر پرانے زمانے کا تجارتی مرکز رہ چکا ہے اور اب تک اس میں رومانی دور کے مدرج رومانی، سٹیڈیم موجود ہے۔ قریہ الحریر کو جاتے ہوئے راستے میں ازرع نامی تحصیل پڑتا ہے جس کو جاہلیت کے دور میں ازرعات کہا کرتے تھے۔ اور اس شعر عربی میں اس کا ذکر آیا ہے۔

تیمتها من ازرعات وا هلها

بیثرب ادنی دار ها نظر عالی

ترجمہ: میں نے اپنے محبوبہ کی ملاقات کا ارادہ ازرعات سے کیا جبکہ اس کا خاندان یثرب میں مقیم تھا۔ پھر ازرع سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر اپنے میزبان ابراہیم محمد الحریری کی رفاقت اور رہبری میں پیدل قریہ نویٰ چلے گئے۔ جہاں پر گاؤں سے باہر امام نوویؒ شارح مسلم کا مزار ہے۔ مزار پر بڑا خشک درخت تھا۔ جس کی وجہ سے قبر غائب ہوگئی تھی۔ اور وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اسی درخت کے پتوں پر عبرانی زبان میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ امام نوویؒ کی زیارت کے بعد عازم قریہ شیخ سعد ہو گئے۔ جہاں پر ایک ٹیلے کے دامن میں واقع گاؤں کے اندر حضرت سعد بن عبادہؓ کا مزار ہے۔ وہاں کی جامع مسجد کے خطیب کے ہاں جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد کھانے کی دعوت پر گئے۔ خطیب نے سنایا کہ حضرت سعدؓ کو غسل خانہ میں مردہ پایا گیا۔ اور اس کی پیٹھ پر ایک ضرب کی نشانی تھی۔ اور ان کو نکالتے وقت ایک غیبی آواز سنائی گئی۔ کہ: ع

نحن قتلنا سعد بن عباده

برمية اصابت فؤاده

یعنی کسی جنی نے کہا کہ "ہم نے سعد بن عبادہؓ کو ایسے وار سے قتل کیا ہوا ہے۔ جس کا اثر ان کے دل تک جا پہنچا ہے۔ قریہ سعد سے دو میل فاصلے پر جنوب کی طرف جبال جولان کے قریب حضرت ایوب علیہ السلام اور اس کے بیٹے کے مزار پر حاضری دیدی۔ اور چشمہ ایوبؑ جس میں آپ نہا چکے تھے۔ اب بھی ایک گنبد کے نیچے موجود ہے، جسکی طرف اس آیات شریف میں اشارہ ہے"

واضرب برجلك هذا مغتسل بارد وشراب "الآیہ یعنی اس مبارک ٹھنڈے چشمے سے نہائیں اور پی لیں" میں نے ہاتھ اور چہرہ اس پانی سے دھولیا۔ مگر پانی کم تھا اور اس میں کیچڑ زیادہ تھی۔ پھر دمشق سے ٹیکسی میں حمص چلے گئے۔ جس کا تذکرہ بخاری شریف میں آتا ہے حمص آباد شہر ہے جہاں نہریں بہتی ہیں۔ اور نہروں پر ناعور ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے رہٹ جس سے پانی کھینچا جاتا ہے شہر حمص کے ایک باغ کی جامع مسجد میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن بن خالد کے مزارات ہیں وہاں ہم نے جمعہ پڑھا۔ شوافع پہلی جماعت کے بعد دوسری جماعت احتیاطاً ظہر پڑھتے ہیں۔

احتیاطی ظہر پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انکے مذہب میں صرف پہلا جمعہ ایک شہر میں صحیح ہو جاتا ہے باقی نہیں۔ باہر خالد بن ولیدؓ کے بستر عدالت پر ان کے آخری کلمات ابتک سنگ مرمر کے کتبہ پر درج ہیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ ﴿آج اپنی چارپائی پر مر رہا ہوں حال یہ ہے کہ میرے جسم میں ایسا اندام نہیں جس پر زخم کا نشان نہ ہو۔ اور شہادت کی تمنا تھی مگر وہ پوری نہ ہو سکی اسلئے میری موت سے ہزاروں لوگ عبرت لے لیں کہ موت اپنے وقت پر آنیوالی ہے۔ جہاد سے موت واقع نہیں ہو جاتی﴾ ایک داڑھی والے نے جب ہم کو دیکھا تو وہ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ آپ تبلیغ میں آئے ہیں میں نے کہا کہ اصطلاحی تبلیغ میں نہیں آئے لیکن تبلیغ والوں کو پسند کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ آپ جب واپس جائیں تو تبلیغ والوں کو ہمارے ہاں بھیج دیں کیونکہ ہم ایمان اور عمل چھوڑ چکے ہیں۔ شہر حمص میں کافی صحابہ اور اولیاء کرام دفن ہیں۔ جنکی تعداد چار ہزار تک بتلائی جاتی ہے۔ ان میں مشہور عبداللہ بن عمر، عمر بن عبدالعزیزؒ، عمرو بن عنبسہ، حضرت ثوبان، حضرت وحشی قاتل حمزہ، ابوموسی اشعری، عکاشہ بن محصن، عکرمہ بن ابی جہل، ابو امامہ الباھلی، عمرو بن معدیکرب، کعب الاحبار، اور ساتھ معاذ بن جبلؓ دفن ہیں، یہاں کے جس مشہور عالم سے ملاقات ہوئی وہ تھے الشیخ وصفی احمد المسری النقشبندی۔

پھر قریہ الشیخ مسکین گئے۔ ایک زمیل منصور کی دعوت پر جو حمص سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں واقع ہے جہاں سفید انجیر اور اخروٹ کے باغات ہیں۔ پھر شہر حماۃ میں الشیخ محمد

Scanned with CamScanner

حامدالحنفی، الشیخ بشیر شققہ مصنف کتاب ''العورۃ فی الاسلام'' وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر شہر حلب گئے جوکہ آخری حلب دریائے فرات کے کنارے واقع ہے اور بہت بڑا اور شاداب شہر ہے۔ اور سب احناف ہیں، حماۃ، حمص، دمشق، وغیرہ میں شوافع اور احناف دونوں ہیں۔ مگر حلب احناف کا گڑھ ہے۔ حلب احناف مصنفین اور شارحین کا شہر ہے۔ یہاں پر قلعہ سیف الدولۃ حس میں جیل اور یادگار ابراہیم علیہ السلام اور دوسری تاریخی مقامات ہیں۔ میں نے ایک عالم سے پوچھا۔ کہ حلب کو حلب کیوں کہا جاتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ اصل میں حلب الشہباء ہے۔ یعنی سفید گائے کا دھونا۔ یہاں عراق سے ہجرت کر کے ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ اور اس کی سفید گائے کی بنا پر اس شہر کا نام حلب الشہباء رکھ دیا گیا ہے۔ اس قلعے کا ذکر متنبی کے اشعار میں آتا ہے۔ حلب میں الشیخ عبداللہ عیسی حلبی کہ ہاں مقیم رہیں، جو سریقہ شاذلیہ کے بڑے مرشد اور اخوان الفقراء کے مؤسس تھے، ان کی تصنیف ''حقائق عن التصوف'' بہت مشہور ہے۔ شاذلی طریقے والے مسجد کے احاطے میں کھڑے ہو کر حلقے کی صورت میں جہراً ذکر کرتے ہیں۔ اور ساتھ رکوع تک جھک جاتے ہیں۔ اور اکثر یہ کہا کرتے تھے ''المدد یا رسول'' میں نے بعض سے پوچھا۔ کہ یہ الفاظ کیوں کہتے ہیں۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ ''مرحبا رسول الله مرحبا'' اور آذان کے بعد جہراً تین بار ﴿الصلاة والسلام عليك يا رسول الله ، الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله ، الصلاة والسلام عليك يا من انجانا بك الله ،الصلاة والسلام عليك و على آلك واصحابك اجمعين﴾ پڑھتے ہیں۔ حضورؐ کے نام کے ساتھ محبت کا بہت مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن شریعت کے قواعد کی پابندی سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یعنی جوش ہوتا ہے۔ مگر ہوش نہیں ہوتا۔ تعجب کی بات یہ ہے، کہ مسلمانوں میں بدعات، خرافات اور شرکیات تصوف کے نام سے آتے ہیں، حال یہ ہے کہ اصل تصوف تو قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہوئے ظاہر و باطن کی اصلاح کا نام ہے۔ جس کو تزکیہ نفس، زہد اور مرتبہ احسان کہتے ہیں۔ ان رسمی تصوف کی وجہ سے سعودی عرب کے علماء اور محدثین اس نام سے الرجک ہو جاتے ہیں۔ الشیخ محمد فوزی الحمامۃ، اور الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ اور شیخ دکتور محمد عتر الحلبی وغیرہ وہاں کے مشہور علماء تھے۔

طرابلس الشام

پھر طرابلس اور اس کے بعد انطاکیہ اور پھر لازقیہ بحیرہ روم کے کنارے لبنان میں داخل ہو گئے۔ بیروت شہر کے فندق الساحۃ الکبیر میں قیام رہا۔ بیروت میں ۱۹۳۰ء کی مردم شماری میں عیسائیوں نے یہ دھوکہ کیا ہوا تھا، کہ اہل سنۃ اور اہل تشیع کو دو فریق اور عیسائیوں کو ایک فریق بنایا گیا تھا اور اس وقت سے یہ فیصلہ ہے کہ صدر عیسائی اور وزیر اعظم سنی مسلمان اور اسمبلی کا سپیکر شیعہ ہوگا۔ حال یہ ہے کہ مسلمان کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ لیکن عیسائی دوبارہ مردم شماری کیلئے تیار نہیں اور اس بناء پر کافی لڑائی ہوتی رہی ہے۔

بیروت

بیروت شہر بے حیائی عریانیت کا گندہ نمونہ ہے۔ تقریباً ہر ہوٹل میں خنزیر کا گوشت بھی پکتا ہے۔ اور عیسائیت کے امتزاج کی بنا پر مسلمان عورت اور مسیحی عورت میں فرق نہیں۔ وہاں کا شیعہ دروز کہلاتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو حزب اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کے عجیب وغریب قصے ہیں۔ بلوچستان میں ذکریوں کی طرح ان کے قصے اور رسم ورواج بھی لکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ بیروت شہر کے ایک محلے کا نام اوزاعیہ ہے، جس میں حضرت امام عبدالرحمٰن الاوزاعی فقیہ اور محدث مدفون ہیں۔ جن کی زیارت کی سعادت حاصل کر لی۔ ایک دن ایک بیروتی دوست کے ساتھ ٹیکسی میں مختلف مقامات اور علاقوں کی سیر وسیاحت کی۔ رات کافی دیر کے بعد کھانے کیلئے ایک ایسے ہوٹل کی تلاش میں رہے۔ جہاں خنزیر کا گوشت نہ پکتا ہو۔

اس تلاش میں ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ مجبوراً ایک ہوٹل والے نے کہا۔ کہ ''ہمارے ہاں خنزیر کا گوشت پکتا ہے۔ لیکن اس کیلئے کچن، باروچی اور برتن الگ ہوتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے حلال گوشت وغیرہ الگ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے مجبوراً اس ہوٹل میں کھانا کھایا۔ فندق الساحۃ الکبیر کے سامنے وہ بڑا میدان ہے۔ جس میں جلسے وغیرہ ہوتے ہیں، اور لارنس آف عربیہ، عیسائی، کا مجسمہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ جس نے سلطنت اسلامی کے خلاف تحریک لبنان سے قومیت کے نام پر شروع کرائی

ملت کا سراغ لگانے میں گم ہوں۔ ایک ہی نظر میں وجہ تکرار کے علمی دقیقہ کو کیسے سمجھا ...

قرآنی موضوعات میں سے مولانا مفتی ذاکر حسن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے ... موضوع پر مشتمل اس کتاب میں جس حسن ترتیب وتنظیم سے مکررات اور پھر انکی توضیحات ... بڑی عرق ریزی سے استیعاب فرمایا ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے کیونکہ پوری کتاب اللہ میں ... بر موقع استحضار اور پھر انکے لئے تفاسیر ودیگر کتب حدیث وغیرہ کی مراجعت فی الواقع ایک ... ہے۔ کتاب کے اندر اقسام تکرار کی جس جامع اور منظم انداز سے نشاندہی کی گئی ہے وہ تکرار ... اقسام کو یقیناً محیط ہے کیونکہ جس اعتبار سے بھی کتاب اللہ میں کوئی تکرار موجود تھا اسکو باقاعدہ ... عنوان دے کر ذکر کیا ہے۔ مثلاً مفردات کا تکرار، جملوں کا تکرار، احکامات کا تکرار، امثال ... وغیرہ۔ اسی طرح قرآن کریم کے اندر موجود مکررات کی ایک طویل فہرست بنا کر ایک ... آیت نمبر اور تکرار نمبر لکھنے کے بعد تفصیل کے ساتھ ہر تکرار کو نمبروار ذکر کر کے متعلقہ ... حضرات مفسرین عظام کی توجیہات کو ایسے محققانہ اور دلنشین انداز میں پیش کیا ہے کہ مناسب ... الفاظ میں تعبیر جودۃ الکلام فی الاختصار کا صحیح مصداق ہے۔

وجوہ تکرار کے علاوہ فوائد تکرار کا نہایت علمی اور فنی عنوان کیساتھ حصر کیا ہے جس سے ... کرنے اور یاد رہنے میں ادنیٰ دشواری محسوس نہیں ہوتی۔ الغرض ۳۳۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ... موصوف کی منفرد انداز کی حامل ایسی مبارک اور بارآور سعی جمیل ہے۔ جس سے ہر عام ... اپنے بساط کی حد تک بآسانی مستفید ہو سکتا ہے اور سینکڑوں نامعلوم تفسیری صفحات کے ... تیرنے کی بجائے ایک ڈیڑھ صفحہ میں اپنا مطلوب ہدف بحوالہ کتاب مع جلد وصفحہ حاصل کر ... کی خصوصی نعمت ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس علمی شاہکار کی نفیس جلد بندی کے ساتھ ساتھ صاف ... کاغذ کا استعمال اس پر مستزاد ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی یہ قرآنی خدمت ایک قابل قدر ... تحسین کارنامہ ہے۔ احقر کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکی تمام علمی ودینی خدمات وجہود کو ... عطا فرمائے اور ہم سب اہل علم علماء وطلبہ علوم قرآن کو اس گراں قدر تالیف سے استفادہ کی توفیق ... بخشے آمین۔

تبصرہ نگار: حافظ احسان الرحمن عثمانی

نام: **مجموعہ صلاۃ وسلام مع احکام شرعیہ**

تالیف: مولانا لیاقت علی شاہ نقشبندی غفوری

ضخامت: ۲۶۳ صفحات

ناشر: مکتبہ غفوریہ نزد جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

حق تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں جہاں بہت سے احکامات قصص واخبار عن الغیب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ وہاں بہت سے انبیاء کرام کی توصیف وتعریف بھی فرمائی ہے۔ اور ان کا بہت اعزاز واکرام بھی فرمایا ہے۔ حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ انکو سجدہ کریں۔ لیکن کسی نبی کی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین (موجودات) سرور کون ومکان ہی کیلئے ہے کہ اللہ نے صلوۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف کرنے کے بعد اور اپنے نورانی مخلوق فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی درود بھیج دو۔ فطرت انسانی بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ اپنے محسن ومنعم کے احسان وانعام کا کسی قدر شکر گزاری کی جائے۔ امت محمدی کیلئے تکمیل دین متین کے سلسلے میں آقائے نامدار سرور دو جہاں سے زیادہ کسی کی عنایت نہیں۔ تو یہ ایک ضروری امر تھا کہ حضورؐ کی عظمت کا اظہار کیا جائے۔ لیکن عظمت کو عظمت کے دائرے میں رکھ کر اس میں غلو نہ برتی جائے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ عقیدت ومحبت کفر وشرک کے زمرے میں چلی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے محترم مولانا لیاقت علی شاہ صاحب نے مذکورہ مضمون پر بہت عمدہ طریقے سے کام کیا ہے۔ اور مجموعہ صلوۃ وسلام مع احکام الشرعیہ کے نام سے ایک گلدستہ تیار کیا ہے۔ موصوف نے مجموعہ ہذا میں فضائل درود شریف کے سلسلے میں قرآن واحادیث نبوی کی روشنی میں بہت کچھ اہم معلومات فراہم کئے ہیں اور ساتھ اس کے متعلقہ مسائل کے بارے میں بھی معتبر فتاوی جات اور مفتی حضرات کے تائیدات مرتب کئے ہیں۔ جو کہ یقیناً امت محمدیہ کے فرد فرد کی ضرورت ہے۔ دور حاضر میں امت کے بعض افراد حضورؐ کے اظہار عظمت میں جن بے اعتدالیوں کا شکار ہیں۔ ان کا بھی خاص طور سے ذکر کیا ہے اور

وعلت کا سراغ لگانے میں گم ہوں۔ایک ہی نظر میں وجہ تکرار کے علمی دقیقہ کو کیوں نہ حاصل کر لے۔

قرآنی موضوعات میں سے مولانا مفتی ذاکر حسن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے جدید طرز موضوع پر مشتمل اس کتاب میں جس حسن ترتیب و تنظیم سے مکررات اور پھر انکی توجیہات و تعلیلات کا بڑی عرق ریزی سے استیعاب فرمایا ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے کیونکہ پوری کتاب اللہ میں مکررات کا برموقع استحضار اور پھر انکے لئے تفاسیر و دیگر کتب حدیث وغیرہ کی مراجعت فی الواقع ایک مشکل امر ہے۔کتاب کے اندر اقسام تکرار کی جس جامع اور منظّم انداز سے نشاندہی کی گئی ہے وہ تکرار کی تمام اقسام کو یقیناً محیط ہے کیونکہ جس اعتبار سے بھی کتاب اللہ میں کوئی تکرار موجود تھا اسکو باقاعدہ ایک عنوان دے کر ذکر کیا ہے۔مثلاً مفردات کا تکرار، جملوں کا تکرار، احکامات کا تکرار، امثال و عبر کا تکرار وغیرہ۔اسی طرح قرآن کریم کے اندر موجود مکررات کی ایک طویل فہرست بنا کر ایک اجمالی نقشہ پر آیت نمبر اور تکرار نمبر لکھنے کے بعد تفصیل کے ساتھ ہر تکرار کو نمبروار ذکر کر کے مستند کتب تفسیر سے حضرات مفسرین عظام کی توجیہات کو ایسے محققانہ اور دلنشین انداز میں پیش کیا ہے کہ مناسب اور مختصر الفاظ میں تعبیر جودۃ الکلام فی الاختصار کا صحیح مصداق ہے

وجوہ تکرار کے علاوہ فوائد تکرار کا نہایت علمی اور فنی عنوان کیساتھ حصر کیا ہے۔جس سے فوائد یاد کرنے اور یاد رہنے میں ادنی دشواری محسوس نہیں ہوتی۔الغرض ۱۳۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت موصوف کی منفرد انداز کی حامل ایسی مبارک اور بارآور سعی جمیل ہے۔جس سے ہر عام و خاص اپنے اپنے بساط کی حد تک بآسانی مستفید ہو سکتا ہے اور سینکڑوں نامعلوم تفسیری صفحات کے بحر بیکراں میں تیرنے کی بجائے ایک ڈیڑھ صفحہ میں اپنا مطلوب ہدف بحوالۂ کتاب مع جلد و صفحہ حاصل کر لینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت ہی ہو سکتا ہے۔اور اس علمی شاہکار کی نفیس جلد بندی کے ساتھ ساتھ صاف و شفاف کاغذ کا استعمال اس پر مستزاد ہے۔حضرت مفتی صاحب کی یہ قرآنی خدمت ایک قابل قدر اور قابل تحسین کارنامہ ہے۔احقر کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکی تمام علمی و دینی خدمات و جھود کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب اہل علم علماء و طلبہ علوم قرآن کو اس گراں قدر تالیف سے استفادہ کی کامل توفیق بخشے آمین۔

تبصرہ نگار حافظ احسان الرحمٰن عثمانی

نام **مجموعہ صلاۃ وسلام مع احکام شرعیہ**

تالیف مولانا لیاقت علی شاہ نقشبندی غفوری

ضخامت ۵۶۴ صفحات

ناشر مکتبہ غفوریہ نزد جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

حق تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں جہاں بہت سے احکامات قصص و اخبار عن الغیب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔وہاں بہت سے انبیاء کرام کی توصیف و تعریف بھی فرمائی ہے۔اور ان کا بہت اعزاز و اکرام بھی فرمایا ہے۔حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ انکو سجدہ کریں۔لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر موجودات، سرور کون و مکاں ہی کیلئے ہے کہ اللہ نے صلوۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف کرنے کے بعد اور اپنے نورانی مخلوق فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔اے مومنو! تم بھی درود بھیج دو۔فطرت انسانی بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ اپنے محسن و منعم کے احسان و انعام کا کسی قدر شکرگزاری کی جائے۔امت محمدیؐ کیلئے تکمیل دین متین کے سلسلے میں آقائے نامدار سرور دوجہاں سے زیادہ کسی کی عنایت نہیں۔تو یہ ایک ضروری امر تھا کہ حضورؐ کی عظمت کا اظہار کیا جائے۔لیکن عظمت کو عظمت کے دائرے میں رکھ کر اس میں غلو نہ برتی جائے۔کیونکہ بسا اوقات وہ عقیدت و محبت کفر و شرک کے زمرے میں چلی جاتی ہے۔اس سلسلے میں ہمارے برادر محترم مولانا لیاقت علی شاہ صاحب نے مذکورہ مضمون پر بہت عمدہ طریقے سے کام کیا ہے۔اور مجموعہ صلوۃ وسلام مع احکام الشرعیہ کے نام سے ایک گلدستہ تیار کیا ہے۔موصوف نے مجموعہ ہذا میں فضائل درود شریف کے سلسلے میں قرآن و احادیث نبویؐ کی روشنی میں بہت کچھ اہم معلومات فراہم کئے ہیں اور ساتھ اس کے متعلقہ مسائل کے بارے میں بھی معتبر فتاوی جات اور مفتی حضرات کے تائیدات مرتب کئے ہیں۔جو کہ یقیناً امت محمدیہؐ کے فرد فرد کی ضرورت ہے۔دور حاضر میں امت کے بعض افراد حضورؐ کے اظہار عظمت میں جن بے اعتدالیوں کا شکار ہیں۔ان کا بھی خاص طور سے ذکر کیا ہے اور

Scanned with CamScanner

اسکے بعض شبہات کا تسلی بخش تحقیق کیساتھ ازالہ فرمایا ہے۔ یقیناً کتاب کی تالیف کی برکت سے عوام اکثر حصہ دین کے معاملات میں بہت سی بے احتیاطیوں سے نجات پائے گا۔ حق تعالیٰ موصوف کی اس عظیم خدمت کو اپنی دربار عالیہ میں قبول فرما کر افادہ عامہ سے نوازے۔ اور فلاح دارین کی سرفرازی سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔

کتاب کا نام جمال یوسف

مولف کا نام مولانا عبدالقیوم حقانی

ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

یہ حقیقت کسی صاحب بصیرت اور حق شناس سے مخفی نہیں ہے کہ مشائخ کرام اور صالحین کے حالات ومقامات اور ملفوظات ومعمولات بلاشبہ علم وعمل کی روح، دنیا وآخرت کیلئے رہنمائی، خلوص کدہ کیلئے حوالہ، غمزدہ کیلئے انیس دینی و دنیاوی مشکلات کیلئے بہترین حل، نور ایمان کو بڑھانے والے اور قلب میں قوت پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان بزرگان دین اور اسلاف کے اقوال احوال مبتدیوں کیلئے اشتیاق وترغیب کا باعث بنتے ہیں اور منتہیوں کیلئے دستور حیات اور سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان اسلاف کے آثار ونقوش کے سننے اور پڑھنے سے حسن اخلاق کے خوابیدہ جذبات بھی بیدار ہو جاتے ہیں اور راہ پر لگ جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں زیر نظر کتاب "جمال یوسف" جس میں محدث عصر حضرت مولانا یوسف بنوری کا تذکرہ وسوانح ہیں، جن کو مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے ترتیب کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ حضرت بنوریؒ ایک عالمی معروف شخصیت تھے جو بیک وقت ایک عظیم محدث، فقیہ، مورخ، مصنف، مدرس، مفسر اور شب زندہ دار صوفی تھے۔ اس جیسی اہم شخصیت کے کردار وسوانح پر موصوف نے جو کام انجام دیا ہے یقیناً قابل ستائش ہے کیونکہ مجسمہ اخلاق حسنہ، جامع الصفات شخصیت کے تمام بصیرت افروز اقوال وافعال کو یکجا کر کے ایک کتاب کی شکل میں پیش کرنا، دنیا کے ارباب علم ونظر پر عموماً اور حضرت بنوریؒ کے ہزاروں تلامذہ، خوشہ چینوں اور لاکھوں وابستگان عقیدت پر خصوصی احسان عظیم ہے۔ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ان

شخصیت کے حالات بھی ایسے انداز وترتیب سے اب واب بیان کیے گئے ہیں کہ قاری کو اپنے اندر ان جیسی صفات لا کر عمل کرنے کی طرف ایک رغبت دلاتی ہے۔

کتاب اپنے معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبیوں سے بھی مزین ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت بنوریؒ کے اسوہ حسنہ کو امت کیلئے دین متین پر عمل کرنے کیلئے ترقی کا ذریعہ بنائے اور خود حضرت مولف کیلئے ان جیسے مشائخ عظام کیساتھ اس عقیدت کو راہ نجات کا ذریعہ بنائے۔

کتاب کا نام: آئین وراثت

مولف کا نام: زبدۃ العارفین حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی

ناشر: مکتبہ زاہدیہ مکی مسجد اٹک شہر

اسلام جیسے عالمگیر مذہب جس میں ہر ایک کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات بیان کیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل جہاں لوگوں میں ہر قسم کی برائیوں کی عام رواج تھی۔ اور لوگ انسانی حقوق کو پامال کرنے میں زور آور تھے۔ خصوصاً باب میراث میں لوگوں کا دلسوز معاملہ تھا۔ میراث کے مستحقین ان کے ہاں صرف وہ جوان لڑکے تھے جو کہ معاملہ کسب اور جنگی معاملہ بخوبی جانتے تھے۔ وہ اصلاً مورث بن کر کھائے جاتے۔ اور یوں بوڑھے بچے اور عورتیں میراث سے محروم رہتے۔ اسلام کے عادلانہ نظام نے ایسے قواعد وضوابط بھیجے تا کہ زمانہ جاہلیت کی بے انصافی کا سد باب ہو جائے۔ اور یہیں سے علم فرائض کا اجراء ہوا۔ یہ وہ اہم علم ہے جسکے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ﴿تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم﴾ کہ علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ اس قسم کی فضیلت باقی علوم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی ہے۔ یہ وہ اہم علم ہے جس کا ثبوت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ہوتا ہے۔ بخلاف فقہی مسائل کے کہ جن کا ثبوت قیاس کے ذریعے بھی ہوتا ہے اور اس کا ثبوت قیاس سے نہیں ہو سکتا۔ تو ثبوت کا انداز وباعتبار ثواب وفضیلت کے بھی ہے باقی علوم پر۔

اس سلسلہ میں باب میراث میں اہم کتاب سراجی کے نام سے مشہور ومقبول ہے جو کہ اکابر

زیر نظر کتاب آئین وراثت مدلل جو کہ شیخ التفسیر والحدیث امام الزاہدین والعارفین قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مرقدہ کے اہم تصانیف میں سے ہے اور سرامجاہیے دیوبند کے مقرر کردہ نصاب میں شامل ہے۔ موصوف کی کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ علم فرائض جیسے مشکل دقیق کتاب کے لئے ممد اور معاون ہے۔ وراثت وفرائض پر عربی، فارسی اور اردو زبان میں سینکڑوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن کتاب ہذا کی طرز وتقسیم اس قدر پاکیزہ، سہل اور سلیس ہے کہ موضوع کو آسان الفاظ اور نئی طرز پر پیش کیا ہے۔ وراثت کے دقیق مسائل آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یہ علمی حلقے پر معمولی فہم کا حامل بھی اس کے ذریعے وراثت کے دقیق مسائل آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اللہ قبولیت بخشے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خصوصاً اور دوسرے عام لوگوں پر عموماً موصوف کا احسان ہے۔ اور ان کے نسبی اور روحانی بچوں پر ان کے فیوضات جاری قبر پر لامتناہی انوارات نازل فرمائے۔ اور ان کے نسبی اور روحانی بچوں پر ان کے فیوضات جاری ساری فرمائے۔ آمین

این دعا از من واز جانب جہاں آمین باد

مؤدبانہ گذارش

تمام ممبر حضرات سے گذارش ہے کہ جن کی خریداری مدت پوری ہو چکی ہے۔ وہ ازراہ کرم زر سالانہ 125 روپے ارسال کر کے ادارہ سے مالی بوجھ ہٹانے میں تعاون کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ ادارہ

توابل الادم

بنوں براند ٹریڈ مارک معیار میں اعلیٰ

سولہ اجزاء کا مجموعہ

بنوں

سالن مصالحہ

مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی، دارچینی، جلوتری، الائچی کلاں، اچھورہ، انار دانہ، تیز پتہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاؤڈر

تیار کردہ:۔ حاجی مقبول الرحمن، شاہ قیاز خان

گل آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور - پاکستان